SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, February 23, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past five in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Humayun Khan Marri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یاَیّھا الّذین اٰمنوا لا تتّخذوا بطانۃ مّن دونکم لا یالونکم خبالاً ودّوا
ماعنتّم قد بدت البغضاء من افواھھم و ماتخفی صدورھم اکبر قد
بیّنّا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون۔ ھٰانتم اولاء تحبّونھم ولا یحبّونکم
و تؤمنون بالکتٰب کلّہ واذا لقوکم قالوا اٰمنّا و اذا خلوا عضّوا
علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم انّ اللہ علیم بذات
الصّدور۔

(سورۃ آل عمران ۱۱۹-۱۱۸)

ترجمہ: مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا راز دار نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔ ان کی

زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے ۔ اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔ دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں (ان سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ ۔ خدا تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب ڈپٹی چیئرمین: Question Hours. سید اقبال حیدر صاحب۔

$135. *Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the names and addresses of the top twenty consumers of electricity of domestic sector, commercial sector and industrial sector who have paid the highest amount of electricity charges to WAPDA and KESC, separately, during 1996-97 and 1997-98 indicating also the amount paid by each of them?

Mr. Gohar Ayub Khan: The lists of twenty top consumers of electricity in domestic sector, commercial sector and industrial sector of WAPDA and KESC for the period 1996-97 and 1997-98 are at Annexures 'A' and 'B'.

(Annexures have been placed on the table of the House and copies have also been provided to the Member).

جناب ڈپٹی چیئرمین : سپلیمنٹری۔ جی تاج حیدر صاحب۔

سید تاج حیدر : جناب اس جواب میں لکھا گیا ہے کہ منسلکہ A and B لائبریری میں رکھے ہوئے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ سینیٹر اقبال حیدر اس کو ضرور study کر رہے ہوں گے اور اس سوال میں ظاہر ہے سپلیمنٹری بنتے ہوں گے۔ کیا میں یہ گزارش کرسکتا ہوں کہ اس کو تب تک کے لئے defer کر دیں جب تک وہ

$ Deferred from the 3rd February, 1999 (93rd Session)

تشریف نہ لے آئیں کیونکہ یہ اہم سوال ہے، اسکو بعد میں لے لیا جائے۔

If you kindly agree with me

جناب حبیب جالب بلوچ : جناب چیئرمین! چیئرمین صاحب کی یہ رولنگ بھی تھی کہ یہاں پر بھی منسلکہ رکھا جائے تاکہ اور لوگ بھی مستفید ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہاں پر کیوں نہیں رکھا گیا؟

جناب حبیب جالب بلوچ: یہاں پر بھی رکھا جائے تاکہ یہاں پر جو اور لوگ دیکھنا چاہیں وہ بھی دیکھ سکیں، فیصلہ یہ ہوا تھا کہ آئندہ یہاں پر بھی رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کو defer کرتے ہیں، اگلا سوال ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

89. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Water and Power be pleased to state the details of salary and fringe benefits admissible to the Chairman, Deputy Chairman and Directors of WAPDA, separately?

Mr. Gohar Ayub Khan: The information asked for is attached as Annexures 'A', 'B' and 'C'.

Annex: 'A'

SALARY & FRING BENEFITS ADMISSIBLE TO
CHAIRMAN, DY. CHAIRMAN & DIRECTORS

	PAY	Distrabance Pay	Comand Pay	Qualification Pay	Kit Allowance	20% Comp: Allowance	7% C.L.A.	Orderly Allowance	Entt: Allowance	Total
Chairman	16390	400	1000	750	500	3278	1147	-	650	24115
Dy.Chairman	15095	400	800	750	500	3019	1057	1900	450	23971

Annex:'B'

SALARY & FRING BENEFITS ADMISSIBLE TO
CHAIRMAN, DY. CHAIRMAN & DIRECTORS

	No. of Posts	Pay	C.A	Personal Allowance	Staff Allowance	7% C.L.A.	C.C.C. Allowance	Q/Pay	Q/Allow:	House Rent Allowance	House Acqi/ Mapda Accom:	Total
Directors	30	374300	5897	4865	1750	25805	29593	1600	3399	5166	28	454375

Annex: 'C'

FRINGE BENEFITS

	ACCOMMODATION	FREE ELECTRICITY	TELEPHONE		MOBILE TELEPHONE	TRANSPORT
			OFFICE	RESIDENCE		
Chairman	Rent Free	1300 Units PM.	No Limit	No. Limit	Rs.2500/- PM.	Free Use
Dy. Chairman	-	1300 Units PM.	No Limit	No. Limit	Rs.2500/- PM.	Free Use
Directors	Acquired @ Rs. 6420/- PM.	880 Units PM.	1700 Calls Per Month	450 Calls Per Month	-	Petrol 130 Ltrs. PM. and Rs.5000/- per annum for repair maintenance (for CCC 9 Directors only)

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : جناب ! جو انہوں نے figures دیئے ہیں ان کی تنخواہوں کے بارے میں، چیئرمین، ڈپٹی چیئرمین اور ڈائریکٹروں کی۔ اس غریب ملک میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو سہولیات محکمہ کی طرف سے ان کو دی گئی ہیں، دوسرے محکموں کے ساتھ ان کو اگر دیکھا جائے تو یہ بہت زیادہ ہیں۔ کیا میں وزیر صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ کیا ان کو کم کرنے کی کوئی تجویز ہے کیونکہ یہ غریب ملک کے لئے بوجھ ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : ویسے آپ نے منسلکہ جات پڑھے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : جی میں نے پڑھے ہیں۔

جناب گوہر ایوب خان : جناب چیئرمین، considered view ہے کہ یہ تنخواہیں مناسب ہیں اور اگر اس qualification کے انٹرنیشنل ٹینڈر یا لوکل ٹینڈر بھی ہم کریں یا اخبارات میں ہم دیں تو اتنی low pay پہ کوئی نہیں ملے گا۔ اگر معزز سینیٹر صاحب کو کوئی آدمی ملتا ہے جو اس عہدے پر کم تنخواہ پر کام کرے تو وہ ہمیں اس کی لسٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بلیدی صاحب! اگر آپ کے پاس کوئی تجویز ہے تو آپ دے دیں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی : اس کے لئے اگر ہم اخبار میں دے دیں تو قطار لگ جائے گی۔ اگر وہ agree کرتے ہیں تو ہم اخبار میں دیں گے۔ اس سے قابل لوگ ہم دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : بات تجربہ کار لوگوں کی ہو رہی ہے۔ آپ proposal دیں اگر کوئی آپ کے پاس ہے۔ اگلا سوال نمبر '90' بلیدی صاحب۔

90. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the time by which the natural gas will be supplied to Kalat, Chaman, Pasheen and Quetta?

Ch. Nisar Ali Khan: Natural gas is already available at Pasheen and Quetta. Supply of gas to Kalat town and Chaman involves heavy capital expenditure of Rs. 393 million and cannot be considered in the near future due to serious financial constraints of the company.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سپلیمنٹری۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب میں نے پوچھا تھا کہ قلات، چمن، پشین اور کوئٹہ کو اب تک گیس نہیں دی گئی ہے۔ ان کو گیس دینے کا کب تک پروگرام ہے، انہوں نے جواب دیا ہے کہ کوئٹہ کو تو گیس دی گئی ہے۔ میں حیران ہوں کہ کوئٹہ کے آس پاس کے علاقوں کو ابھی تک گیس نہیں ملی ہے۔ پشتو آبادی میں گیس نہیں ہے، بلوچ آبادیوں میں گیس نہیں ہے اور انہوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہمارے پاس کوئی پروگرام ہی نہیں ہے۔ یہ رقم ہمارے پاس نہیں ہے۔ جناب! میں حیران ہوں کہ گیس ہم پورے پاکستان کو سپلائی کرتے ہیں، جب کہ کوئٹہ بلوچستان کا capital ہے اور اب تک ہمارے ایک شہر کو مکمل گیس سپلائی نہیں کی گئی ہے۔ زبانی طور پر ہمیں تسلی دینے سے کام نہیں چلے گا۔ 51 سال گزر چکے ہیں۔ اگر ہمارے پاس بلوچستان کے لئے کوئی پروگرام نہیں ہے اور بلوچستان پاکستان کا حصہ نہیں ہے تو وزیر صاحب ہمیں بتائیں۔ بدقسمتی سے وزیر صاحب ہمیں دکھائی نہیں دیتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آگئے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: آگئے ہیں تو بہت خوش قسمتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ دو لفظ لکھ دیں کہ مستقبل قریب میں اس پر کوئی غور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہے یا وزیر صاحب ہمیں کہیں کہ آپ کا گیس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ آپ آرام سے بیٹھیں، آئندہ سوال نہ کریں۔ لہذا وہ ہمیں مطمئن کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر متعلقہ۔

چوہدری نثار علی خان: شکریہ جناب چیئرمین! سوال کرنا تو معزز رکن کا استحقاق ہے۔ میں کس طرح کہہ سکتا ہوں کہ سوال کریں یا نہ کریں۔ یہ تو ان کی مرضی اور منشا پر ہے۔ جہاں تک جواب کا تعلق ہے تو ہم وہی چیز ان کے سامنے رکھ سکتے ہیں جو حقائق پر مبنی ہو۔ میں ان کی یاددہانی کے لئے ان کو بتا دوں کہ یہ اعزاز ہماری حکومت کو جاتا ہے اور I was lucky enough being the Minister that this time also پچاس سال کے بعد بلکہ چالیس سال کے بعد کوئٹہ کو گیس سپلائی کرنے کا اعزاز ہماری حکومت کو گیا اور صرف کوئٹہ کو نہیں بلکہ تمام بلوچستان، تقریباً بیس ایسے شہر اور قصبے ہیں جن کا سب سے پہلے بطور وزیر اس وقت اعلان کیا۔ اس لئے ان کا یہ کہنا کہ ہمیں دلچسپی نہیں ہے، ہم بلوچستان میں گیس سپلائی نہیں کرنا چاہتے، اس کا حقائق سے دور دور تک تعلق نہیں ہے۔ اس وقت بھی ان کا سوال آیا کوئٹہ،

پشین، اور چمن کے بارے میں، یہ ہر کوئی جانتا ہے کہ کوئٹہ اور پشین میں گیس موجود ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کچھ علاقوں ہے، کچھ میں نہیں ہے۔ جوں جوں علاقے develop ہوتے ہیں، ان میں extension کرنی پڑتی ہے۔ اس وقت بھی لاہور کا تقریباً 20 فیصد علاقہ ایسا ہے جہاں پر گیس نہیں ہے۔ پنڈی کا تقریباً 30% علاقہ ایسا ہے جہاں پر گیس نہیں ہے۔ ملتان اور کراچی میں بہت سے علاقے ہیں جہاں پر گیس نہیں ہے۔ جوں جوں آبادی بڑھتی ہے وہاں over a period of time گیس extension کرنی پڑتی ہے۔ اسی طریقے سے کوئٹہ اور پشین میں بھی جوں جوں وقت گزرے گا ہم گیس کو آگے بڑھائیں گے۔ ہم دونوں شہروں میں گیس دے کر گئے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرورت کے مطابق اس کو آگے بھی بڑھائیں گے۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: وزیر صاحب نے کہا ہے کہ سوال تو میری مرضی ہے کروں یا نہ کروں۔ لیکن وہ تو جواب بھی اپنی مرضی سے ہی دے رہے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ پورے بلوچستان میں صرف کوئٹہ یا پشین میں گیس ہے جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں۔ جناب! صرف دو شہروں کو gas supply ہوتی ہے۔ دوسرے صوبوں میں پندرہ پندرہ، بیس بیس شہروں کو gas supply ہوتی ہے۔ حالانکہ ہمارا تو اس پر زیادہ حق ہے۔ کم از کم قلات کو ہی دے دیں جو کہ قریب ہے۔ اس کا PC-1 بھی تیار ہے۔ یہ پیپلزپارٹی کے دور میں تیار ہوا تھا۔ میں حیران ہوں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری حکومت کو یہ credit جاتا ہے۔ وہ مجھے یہ بتائیں کہ during two years اس حکومت نے کہاں گیس supply کی ہے۔ یہ تو جناب پیپلز پارٹی کے دور میں gas supply ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم کوئٹہ اور قلات جو کہ مستونگ کے قریب ہی ہیں، ان کو تو کم از کم گیس دی جائے۔ یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ ان کو گیس دینے کے لئے پیسے کا بندوبست کیا جائے۔ حکومت کی مشکلات کب ختم ہونگی جناب؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: بلیدی صاحب کا سوال یہ ہے کہ کوئٹہ سے مستونگ تک گیس گئی ہے۔ مستونگ سے قلات تک کب جائے گی؟

چوہدری نثار علی خان: جیسا کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ قلات کے لئے پندرہ کروڑ روپے کی مزید ضرورت ہے گیس کی extension دینے کے لئے۔ فی الحال ہمارے کچھ financial constraints ہیں۔ قلات کو ہم gas supply کرنے کی position میں نہیں ہیں۔ میں اس کی مزید وضاحت کر دوں جناب چیئرمین! یہاں تقریروں سے یا آستینیں چڑھا کے بات کرنے سے حقائق کو کسی صورت بھی مسخ

نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس بات کو پھر دہراتا ہوں کہ بلوچستان جہاں سے گیس دریافت ہوئی تھی سب سے پہلے as a policy matter ہم وہاں گیس لے کر گئے ہیں۔ یہ سوال کریں ہم پورا ریکارڈ دیں گے کہ کون کون سے قصبوں اور شہروں میں ہم نے گیس supply کی۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ as a Minister اپنی پچھلی گورنمنٹ میں یہ policy decision میں نے لیا جس کے تحت میں نے کہا کہ بلوچستان، پنجاب اور frontier کو ایک ہی پیمانے سے نہ ناپا جائے۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ جو criterion ہے پنجاب کا یا frontier کا، بلوچستان کا اس سے پانچ گنا کم ہونا چاہئے۔ گویا اس کے ہم نے five times بہتر chances کر دیئے to get gas. اسی کے نتیجے میں over the last four, five years بلوچستان کو گیس supply ہوئی ہے۔ اس وقت پنجاب کا per consumer cost کا جو criterion ہے وہ 20 thousand ہے۔ بلوچستان کا ایک لاکھ ہے۔ یہ کس نے کیا، یہ ہم نے کیا۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔ 1991ء میں یہ ہوا۔ مگر اس بحث میں جائے بغیر میں دعوت دوں گا جناب سینیٹر صاحب کو کہ اس سلسلے میں بحث کی جائے کہ کس حکومت نے کیا کیا بلوچستان کے لئے، under developed areas کے لئے۔ مگر اس سے ہٹ کر جہاں تک تعلق ہے قلات کو گیس supply کرنے کا، اس کے لئے فی الحال financial constraints اس لئے ہیں کہ ہم نے پچھلے دو سال میں پورے پاکستان میں ایک پیسے کی بھی gas tariff increase نہیں ہونے دی۔ بنیادی طور پر ہمارے financial constraints کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ یہ بھی پاکستان میں ریکارڈ ہے کہ متواتر دو سال سے گیس کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوا۔ ہم نے اپنے اخراجات کم کئے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بہت زیادہ ہمارے receiveables ہیں دوسری ministries سے۔ تقریباً ۴۸ ارب کے receiveables ہیں ہمارے دوسری ministries سے۔ جس کی وجہ سے financial constraints ہیں۔ جونہی انشاء اللہ تعالیٰ یہ financial constraints دور ہوئیں۔ قلات اور اس جیسے بڑے بڑے شہروں کو گیس supply کے بارے میں ہم یقیناً غور کریں گے۔ اس دوران ایسے علاقے جہاں گیس موجود ہے، ان کو extention انشاء اللہ policy کے تحت دی جاتی رہے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور: جناب میں چونکہ کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوں۔ چوہدری صاحب کہیں گے کہ آپ چیئرمین بھی ہیں اور خود ہی کہتے ہیں۔ چوہدری صاحب! بات آپ کی بالکل صحیح ہے کہ آپ نے وہاں کام کئے ہیں۔ لیکن یہ دیکھا جائے کہ جہاں سے گیس نکل رہی ہے، پہلا حق اسی علاقے کا ہے، آئینی بھی،

اخلاقی بھی، قانونی بھی کہ وہاں کے لوگوں کو گیس مہیا کی جائے۔ سوال میرا یہ ہے کہ کوئٹہ سے کوئی پچیس کلو میٹر یا پچیس میل کے فاصلے پر گیس نکلی تھی' اس کا ابھی تک کیا ہوا ہے۔ کیا اس پر کام بند ہے۔ اگر وہاں سے آپ شروع کر دیں تو میرے خیال میں یہ مسئلہ جو ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں' یہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ بتائیں کہ اس کو ابھی تک آپ نے کیوں بند رکھا ہے۔ کیا اس کے لئے بھی پیسوں کی ضرورت ہے؟

چوہدری نثار علی خان: جناب چیئرمین! جناب فدائے نور صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ جہاں سے گیس یا تیل نکلتا ہے اس گیس اور تیل پر اس علاقے کا بہت حق ہوتا ہے۔ میں صرف ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ حق سب سے پہلے ہماری حکومت نے تسلیم کیا اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان پالیسیز سے ہٹ کر ایک ایسی نئی پالیسی بنائی کہ چالیس سال بعد پہلی دفعہ گیس بلوچستان کے علاقوں کو سپلائی کی گئی ہے اور انشاء اللہ کی جاتی رہے گی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہماری ہی حکومت تھی جس نے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے چار سے لے کر پانچ ارب روپے تک on account of gas development surcharge رکھے ہیں' جناب والا! 73ء کے آئین کو بنے بیس سال ہو گئے تھے' ہماری حکومت نے اس حق کو accept کیا۔ تو میں ان کی بات کو accept کرتا ہوں بلکہ انہیں کہتا ہوں کہ اصولی طور پر ہی نہیں عملی طور پر بھی ہماری حکومت نے اس حق کو تسلیم کیا۔ مگر میں یہ بھی مانتا ہوں کہ جتنا حق ہے شاید اتنا نہ ملا ہو' میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ ہماری کوشش ہو گی کہ یہ حق اور بہتر انداز سے بلوچستان اور less developed علاقوں کو ملے۔ کوئٹہ کے نزدیک زرغون کا علاقہ ہے کوئٹہ سے تیس پینتیس کلومیٹر پر جہاں سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بڑے عرصے بعد گیس دریافت ہوئی ہے اور اس کا اعلان ہوا ہے' اس کو develop کرنے میں کچھ وقت لگتا ہے' it takes between a year or two and a half. تو اس وقت اس کی development جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جونہی یہ development مکمل ہو گی، ہم وہ گیس مختلف علاقوں میں پہنچائیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی قاضی انور صاحب۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir, my question is

جس طرح وزیر صاحب نے ذکر کیا ہے' یہ ایسے نظر آتا ہے جیسے بہت احسان کیا ہے۔ یہ تو constitutional demand ہے' اس پاکستان میں ایک دستور ہے' اس دستور نے guarantee دی ہے کہ جہاں سے سوئی گیس

جہاں سے سوئی گیس نکلے گی، سب سے پہلا حق اس علاقے کا ہے۔ یہ کہنا کہ ہم نے یہ کیا ہے، میں یہ کہتا ہوں کہ جو کرنا چاہیے تھا وہ آپ نے بھی نہیں کیا۔ یہ تو دستور سے انحراف ہو رہا ہے، یہ تو constitutional guarantee ہے۔ دستور نے کہا ہے کہ پہلا حق ان کا ہے، تو جن کا حق ہے ان کو حق دو۔ اس میں کسی کا کوئی احسان نہیں ہے، یہ Constitutional Article ہے، اس کو دیکھ لیں، میں ابھی دکھا دیتا ہوں۔ Look at the background of the Balochistan, A, rural, B, rural جو بھی تھا، یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کیا ہے، 90 سے تو ہم انہیں دیکھ رہے ہیں، کبھی یہ آتے ہیں، کبھی وہ دوسرے آتے ہیں۔

جناب والا! میرے سوال کا وہ جواب دیں کہ it is not somebody's kindness کہ ہم نے یہ کیا، میں یہ کہتا ہوں کہ it is the command of the Constitution of Pakistan یہ میراث Constitution کی ہے۔

چوہدری نثار علی خان: جناب چیئرمین! میں نے کب کہا ہے کہ ہم نے احسان کیا ہے، میرا خیال ہے کہ اگر معزز سینیٹر میرے منہ میں الفاظ نہ ڈالیں تو بہتر ہے۔ جو خدائے نور صاحب نے کہا ہے، میں نے وہ accept کیا ہے اور یہ بھی تو سنیں اور یہ بھی تو سوچیں کہ Constitution.....

(interruption)

چوہدری نثار علی خان: یا آپ بات کریں یا پھر مجھے کرنے دیں۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: What is the use of lecture on the floor of the Senate. Just give a simple and plain reply, so that the question is answered. آپ اس کی تمہید کیوں باندھتے ہیں۔

(اس موقع پر اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تو پھر اجلاس کو بیس منٹ کے لئے adjourn کرتے ہیں۔

(اجلاس کی کارروائی برائے نماز مغرب بیس منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

(بعد از نماز مغرب اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین (میر ہمایوں خان مری) دوبارہ شروع ہوئی)

Syed Iqbal Haider: Sir, I believe you were kind enough to defer the first question.

Mr. Deputy Chairman: I read...

Syed Iqbal Haider: That was question No. 135, I do regret for my delay and I am told that you had very kindly read it......

Mr. Deputy Chairman: Taken as read, supplementary.

Syed Iqbal Haider: Supplementary is sir, that I had asked a question to give us the names of the top twenty electricity charges payers in the residential sector, commercial sector and industrial sector. First of all sir, you would be surprised to know that in none of these sectors you would find anybody from the ruling party. Secondly, in the whole of Lahore there is not a single person who has paid. The highest amount paid is only in respect of a hospital and I had asked for residential sector.

انہوں نے hospital کو بھی residential میں count کیا ہے۔ اور آپ دیکھیں گے کہ Annexure 'A' کا جو پہلا صفحہ ہے اس میں آپ کو پورے لاہور سے top twenty میں سے ایک بھی بندہ نہیں ملے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب، آپ سوال بھی پڑھ رہے ہیں اور جواب بھی پڑھ رہے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ میں ان سے پوچھ رہا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ اگر لاہور سے کوئی ہے تو وہ ایک ہسپتال ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب! ٹھیک ہے۔ آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ آپ لوگ سب upto the point رہیں۔ اس طرف سے بھی اور آپ لوگوں کی طرف سے بھی، تقریر نہ کریں، upto the point ہو جائیں۔ ابھی آپ لوگوں کی طرف سے ایک ممبر نے کہا کہ یہاں تقریر نہ کی

جائے' سوال پوچھا جائے۔ جی۔

سید اقبال حیدر۔ جناب PC پنڈی کے highest rate of electricity but I don't find name of Shereton Hotel in Karachi paying any amount, among top twenty میں اس کا نام نہیں آیا ہے۔ یہ بہت لمبی فہرست ہے۔ انڈسٹریل سیکٹر کراچی میں cement industry is paying the highest rate, the foundries and the steel industry which consume a huge amount of electricity is not figured among top twenty, is it true that Ittefaq Foundry has its own separate electricity generation.

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے سمجھنے کی کوشش کی ہے' honourable Senator کا کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا ہے۔ جو ہیں ہم نے دیئے ہیں domestic, commercial, industrial, 1996-97, 1997-98 کے' اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو honourable Senator میرے خلاف privilege motion move کر سکتے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ غلطی نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف علاقوں کے لوگوں سے electricity کے charges وصول نہیں کئے جا رہے۔ اگر پی سی راولپنڈی ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ویسے آپ نے جو سوال پوچھا اس کا تو جواب دیا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جواب تو دے دیا ہے انہوں نے لیکن میں نے جواب کا جو تجزیہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ گو پی سی راولپنڈی سب سے زیادہ بجلی کے چارجز دے رہا ہے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تو آپ ایسے کریں کہ fresh question دے دیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب میرا سوال یہ ہے کہ میں تو ان کی مدد کر رہا ہوں اور معزز وزیر صاحب کو میرا مشکور ہونا چاہیے کہ اس جواب کے تجزیے کے مطابق اقدامات اٹھائیں کہ اگر پنڈی پی سی اتنا pay کر رہا ہے تو Shereton Karachi کیوں نہیں pay کر رہا۔ اگر cement industry 600 million کی payment کر رہی ہے تو فونڈریز کیوں نہیں کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب اس کا اس سے تعلق نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب! میں آپ سے بحث نہیں کروں گا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ اپنے

recovery کے process کو بہتر کریں۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی تاج حیدر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب تاج حیدر۔ جناب چیئرمین! بڑے industrial consumers ہیں جو hundred million سے اوپر pay کر رہے ہیں۔ چونکہ business کا قاعدہ یہ ہے کہ بڑے customer کو concessional rates دیئے جاتے ہیں۔ آپ کے جو بڑے customers ہیں those who are paying hundred million and above, they should be given some concessions in electric tariff to bring down the production cost.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہاں پر جو سوال کیا گیا تھا اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے۔

جناب گوہر ایوب خان۔ اقبال حیدر صاحب نے چند انڈسٹریز اور ہوٹلز کے نام لئے ہیں لیکن ان کا ضمنی سوال پھر بھی نہیں بنتا۔ اس کے باوجود میں ان کو تجویز کرتا ہوں کہ short notice questions جتنے وہ ان industries کے متعلق چاہتے ہیں' submit کر دیں' میں تین دن میں ان کا جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اگلا سوال' اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

91. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to retrench the employees of Sui Gas belonging to Balochistan?

Ch. Nisar Ali Khan: There is no proposal to retrench SSGCL regular employees having domicile of Balochistan.

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب والا! میں نے جو سوال دیا تھا یہاں پر اس کے الٹ سوال دیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ بلوچستان میں جن 280 ملازمین کو فارغ کیا گیا تھا اور سپریم کورٹ نے ان کو stay بھی دیا تھا تو ان کو رکھنے کا کوئی پروگرام ہے یا نہیں ہے۔ اس چیز کو اس سوال میں بالکل ignore

کر دیا گیا ہے۔ سینٹ کی Question Branch کی یہ کارکردگی ہے' آئندہ انہیں احتیاط کرنی چاہیے۔

میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن 280 ملازمین کو انہوں نے فارغ کیا تھا' کیا اب ان کو دوبارہ رکھنے کا کوئی پروگرام ہے ۔ مجھے یہ بھی خوشی ہوئی کہ وزیر صاحب نے on the floor of the House اقرار کیا ہے کہ ہم بلوچستان کا جو حق بنتا ہے وہ نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے پہلے بھی request کی تھی کہ آپ لوگ یہاں پر تقریر نہ کریں اور to the point رہیں۔ آپ نے جتنی تقریر کرنی ہے وہ بعد میں اپنے وقت پر کریں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ جن 280 ملازمین کو انہوں نے نکالا تھا' انہیں رکھنے کا وہ ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی وزیر صاحب۔

چوہدری نثار علی خان۔ کونسے 280 ملازمین کی بات کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں ان 280 ملازمین کی بات کر رہا ہوں جنہوں نے سپریم کورٹ میں بھی اپیل کی ہوئی ہے۔

چوہدری نثار علی خان۔ کورٹ نے جن ملازمین کو بھی stay دیا تھا وہ سب کے سب بحال ہو چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب والا! میں فاضل وزیر صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ سندھ میں Sui Southern سے تقریباً ایک سال پہلے پانچ سو پچیس ملازمین کو نکالا گیا تھا اور اس کے فوراً بعد وہ ہائی کورٹ میں گئے اور ہائی کورٹ سے انہیں stay ملا اور final judgement اس کی یہ آئی کہ آپ بغیر شو کاز نوٹس کے ملازمین کو نہیں نکال سکتے ۔ پھر ایک سال تو ان کو رکھا گیا لیکن اب غالباً چار سو یا ساڑھے چار سو ملازمین کو بغیر شو کاز نوٹس کے یا بغیر due process of the rules or law پھر نکال دیا گیا ہے۔ وزیر صاحب اس پر کچھ فرمائیں گے۔

چوہدری نثار علی خان۔ میں پہلے بھی اس سلسلے میں گزارش کر چکا ہوں کہ نگران کابینہ کے فیصلے کے حوالے سے یہ اختیار مختلف corporations کو دے دیا گیا تھا کہ وہ ازخود تفتیش کریں'

evaluate کریں' assess کریں کہ irregular appointments ہوئی ہیں یا نہیں اور اگر ہوئی ہیں تو پھر وہ خود ہی انہیں retrench کریں۔ اس سلسلے میں Sui Southern اور Sui Northern نے یا باقی Corporations نے جو بھی فیصلے کئے وہ کابینہ کے اس فیصلے کے حوالے سے کئے' انہوں نے independently کئے ۔ ہم نے بطور منسٹری قطعی طور پر کسی قسم کی کوئی involvement نہیں کی۔ مگر معزز سینیٹر کا یہ کہنا کہ سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا اور اس کے باوجود without following procedure کسی کو نکالا جا رہا ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس کا خود نوٹس لوں گا اور اگر ایسا ہوا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا سختی سے میں نوٹس لوں گا اور we will settle this problem once and for all. یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ جب کورٹ stay دیتی ہے یا ایک direction دیتی ہے تو حکومتی اداروں کو اس کو follow کرنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو follow کریں گے۔

جناب والا! جہاں تک دوسری بات ہے جس کا شاید بنیدی صاحب نے ذکر کیا ہے ' جو لوگ بھی retrench ہوئے تھے for violation of procedure, میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور ایک دفعہ پھر کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جونہی ban اٹھے گا I assure the House کہ ایسے لوگوں کو ہم اہمیت دیں گے جب نئے سرے سے بھرتی ہو گی۔

میاں رضا ربانی : جناب چیئرمین صاحب! I am grateful for the reply of the Minister اور میں ان کو یہ بات وثوق سے بتانا چاہتا ہوں کہ سوئی سدرن میں خاص طور پر ابھی جن چار ' ساڑھے چار سو لوگوں کو نکالا گیا ہے ان کا تعلق زیادہ تر اندرون سندھ سے ہے۔ ویسے تو غالباً وہ شاید ایک ہزار نکال رہے تھے لیکن ان میں سے پانچ سو ایسے ہیں جنہوں نے کورٹ سے stay order لیا ہے اور کورٹ نے بڑے واضح الفاظ میں ' سندھ ہائی کورٹ نے بھی اور پہلے سپریم کورٹ نے بھی کہا تھا کہ شوکاز نوٹس کے بغیر آپ ان کو نہیں نکالیں گے ۔ تو میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر during the course of this week وہ ہاؤس کو بتا سکیں کہ اس کا کیا ہوا ۔ اگر منسٹری سوئی سدرن سے پوچھے اور پھر وہ ہاؤس کو بتا سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی۔

چوہدری نثار علی خان : میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ کل ہی اس سلسلے میں سینٹ سیکرٹریٹ کو اطلاع دے دوں گا ۔ And I also once again want to assure the honourable

Senator that I will take serious notice of the issue that he has raised.

جناب ڈپٹی چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۹۲ راجہ اورنگ زیب۔

Haji Javed Iqbal Abbasi: On his behalf.

Mr. Deputy Chairman: On his behalf, taken as read.

92. *Raja Aurangzeb: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to supply natural gas to Shaley Valley, near Afshan Colony, Dhok Chaudhrian, Rawalpindi, if so, when?

Ch. Nisar Ali Khan: No.

حاجی جاوید اقبال عباسی، میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جیسا کہ وزیر موصوف نے کہا کہ جی نہیں۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ راولپنڈی کے محلہ شیلے ویلی کے اردگرد گیس پہلے ہی لگ چکی ہے، آیا اس محلے کو کب تک گیس مہیا کر دیں گے۔

چوہدری نثار علی خان، جناب چیئرمین! ہمارا جو development programme ہوتا ہے وہ discuss اور finalize ہوتا ہے, on year to year basis, اس سال تو اب تین مہینے ہی رہ گئے ہیں۔ اس سال کے development programme میں نہیں ہے۔ آئندہ سالوں میں انشاء اللہ اس کو ضرور consider کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : آئندہ سال consider کیا جائے گا۔جی زاہد خان صاحب۔

جناب محمد زاہد خان، میرا وزیر موصوف سے سوال ہے کہ وہ مجھے تو ہمیشہ کہتے ہیں کہ آپ جذباتی ہوتے ہیں لیکن جب بھی سوئی ناردرن گیس کی سپلائی کی بات آتی ہے تو ہمیشہ لکھا جاتا ہے کہ کمپنی کی مالی پوزیشن خراب ہے اور جب ٹھیک ہو جائے گی تو ہم دے دیں گے۔ میرا سوال ہے کہ یہ راولپنڈی کے نزدیک ہی ہے، اگر کمپنی کی مالی پوزیشن کمزور تھی تو آپ نے صرف رائے ونڈ محل کے لئے ساڑھے تیرہ کروڑ روپے کی لاگت پر گیس سپلائی کی ہے بلکہ میں کل وہاں گیا تھا، پہلے ہمیں یہ بتایا گیا کہ رائے ونڈ کے قصبے کو بھی گیس دی گئی ہے لیکن وہاں ایک سنگل گھر کو بھی سپلائی نہیں دی ہے۔

ساڑھے تیرہ کروڑ روپے صرف نواز شریف کے محل کے لئے دیئے گئے۔ کمپنی کے پاس محل کے لئے تو پیسہ ہے مگر ڈھوک چوہدریاں کے غریب عوام کے لئے آپ کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ آپ بتائیں کہ کیا وجہ ہے۔

چوہدری نثار علی خان: جناب چیئرمین! اس سوال کا تو زیر بحث سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہاں سوال ہے راولپنڈی کا اور معزز سینیٹر رائے ونڈ پہنچ گئے ہیں۔ یہ پہلے بھی بار بار رائے ونڈ پہنچے ہیں۔ بہرحال میں ایک دفعہ پھر یہ واضح کردوں کہ PM House کو گیس سپلائی کرنا کوئی غیر قانونی کام نہیں ہے اور PM House کو گیس سپلائی کر کے ہمیں چھپانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی غیر قانونی طریقے سے کرنے کی ضرورت ہے۔ It is provided in the rules کہ تمام utilities, not only gas but electricity and telephone, جہاں بھی PM ہوں، President ہوں، وہاں حکومت کو مہیا کرنی پڑتی ہیں۔ جہاں تک رائے ونڈ کا تعلق ہے، میں اس کو ایک دفعہ پھر دہراتا ہوں کہ یہ پراجیکٹ رائے ونڈ کو گیس سپلائی کرنے کا پراجیکٹ ہے۔ لاہور سے چل کر رائے ونڈ پائپ لائن نہیں پہنچ سکتی۔ راستے میں جو علاقے آئیں گے ان کو پہلے provide ہوگی اور ultimately یہ رائے ونڈ جائے گی اور یہی وہ project ہے جس کو یہ serve کرے گی۔

جناب محمد زاہد خان: جناب وزیر صاحب کیا یہ بتائیں گے کہ محل اور رائے ونڈ قصبے کے بیچ میں کتنا فاصلہ ہے۔ کیونکہ کل میں وہاں سے ہو کر آیا ہوں، اچھا ہوا کہ وزیر خوراک بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، وہاں پر، کوٹ رادھا کشن میں تو آٹا بھی نہیں مل رہا ہے، جو رائے ونڈ محل کی ناک کے بالکل نیچے ہے۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں، ساڑھے تیرہ کروڑ روپے سے محل میں گیس پہنچ گئی لیکن آپ ایک قصبے کو تو کیا ایک گھر کو بھی گیس نہیں دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا صرف وزیر اعظم اور ان کے وزراء کے لئے پیسہ ہے اور عوام کے لئے نہیں ہے۔ یہ بتائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس کے لئے fresh question کریں۔ Next question is No. 93, Habib Jalib sahib.

93. ***Mr. Habib Jalib Baloch:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) total number of persons working in Sui Southern Gas Company

Limited with grade-wise and province-wise break-up;

(b) the number of employees of Sui Southern Gas Company Limited whose services were terminated by the Government in the light of Last Interim Government's Cabinet Decision with grade-wise and province-wise break-up; and

(c) number of the said employees whose services have been restored in the light of courts orders with grade-wise and province-wise break-up?

Ch. Nisar Ali Khan: (a) Details are at Annexure-A.

(b) Details are at Annexure-B.

(c) Details are at Annexure-C.

Annex A

A. The total number of Executives and Subordinate Staff working in SSGC with their grade and province-wise break-up are indicated hereunder:

EXECUTIVE STAFF

SSGC GRADE	PUNJAB	SINDH	NWFP	BALU-CHISTAN	N.A./ FATA	AZAD KASH-MIR	TOTAL
IX	0	2	0	0	0	0	2
VIII	0	11	0	1	0	0	12
VII	6	27	2	0	0	0	35
VI	10	92	6	3	0	0	111
V	11	49	9	5	0	0	74
IV	21	194	9	15	2	1	242
III/II/I (*)	87	720	20	64	2	3	896
TOTAL	135	1095	46	88	4	4	1372

SUBORDINATE (UNIONISED) STAFF

SSGC GRADE	PUNJAB	SINDH	NWFP	BALU-CHISTAN	N.A./ FATA	AZAD KASHMIR	TOTAL
V	92	520	38	33	4	12	699
IV	81	509	64	74	6	13	747
III	133	507	89	153	5	22	909
II	83	906	67	252	11	9	1328
I	43	259	8	35	1	6	352
TOTAL	432	2701	266	547	27	62	4035

(B) The company has only retrenched temporary trainees, temporary work assignees and medical officers on contract, who were thrust upon the Company during the tenure of the previous Government.

The dispensation-retrenchment of temporary training/temporary work assignment was processed in a phased and gradual manner commencing with effect from 10th September, 1997. The category and province-wise break-up of such temporary personnel whose services were dispensed with/terminated are as under:

Category	Punjab	Sindh	NWFP	Balo-chistan	N.A./ FATA	Azad Kashmir	Total
Medical Officer	-	25	-	-	-	-	25
Trainee Engineer	28	161	20	41	-	-	250
Management Trainees	60	290	35	60	-	-	445
Subordinate Staff	124	1530	68	269	-	-	1991
Total:	212	2006	123	370	-	-	2711

Annex-C

(C) The number of temporary personnel who are still on the Company's Roll as a result of status-quo granted by the High Courts and restoration order of the Supreme court, by category and province-wise break-up are indicated as under:-

Category	Punjab	Sindh	NWFP	Baloch-istan	N.A./ FATA	Azad Kashmir	Total
Medical Officer	-	12	-	-	-	-	12
Trainee Engineer	11	409	8	4	2	-	434
Management	1	576	3	-	-	-	580

Trainees							
Subordinate Staff	1	505	7	7	-	-	520
Total:	13	1502	18	11	2	-	1546

Mr. Deputy Chairman: On his behalf taken as read. Any supplementary question?

Syed Iqbal Haider: None sir.

Mr. Deputy Chairman: No supplementary question. Next question is No.94, Anwar Kamal Marwat sahib.

94. ***Mr. Anwar Kamal Khan Marwat:** will the Minister for Religious Affairs, Zakat, Ushr and Minorities Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that 50067 applications under Regular Scheme and 41709 under sponsorship scheme were submitted for Haj in the year 1998 out of which only 1 application was rejected under Regular Scheme and 4 under sponsorship scheme; and

(b) whether it is also a fact that 74776 applications under regular scheme and 48802 under sponsorship scheme were submitted for Haj this year out of which 38804 applications have been rejected under regular scheme and 146 under sponsorship scheme, if so, the reasons for rejecting these applications?

Raja Muhammad Zafarul Haq: (a) Yes.

(b) Yes. In total 74,776 applications were received under the Regular Scheme, but according to the approved Hajj Policy 1999 only 35,972 applicants were selected through Computer draw. However the number of pilgrims would, more or less be the same as last year. This year more people applied for Hajj but inspite of Foreign Exchange constraints the Ministry of Religious Affairs kept the

number at the same level as last year. Naturally as more applications were received, therefore, there were more rejections. Those who could not make it in the Computer Ballot were given a chance/preference so that large number of unsuccessful applicants may apply under Sponsorship Scheme and almost all of them have been accommodated. At that time applications under sponsorship were half the quota fixed under this scheme. Ultimately 48,802 applications were received and only 146 Hajj applications were rejected as these did not conform to Hajj Policy, 1999, mostly the repeaters.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary question? Yes, Anwar Kamal Marwat sahib.

جناب انور کمال خان مروت، وزیر موصوف سے میں یہ پوچھوں گا کہ 1998ء میں regular scheme کے تحت تقریباً 50067 درخواستیں دی گئی تھیں حج کے لئے اور sponsorship کے تحت 41709 درخواستیں دی گئی تھیں۔ ان پچاس ہزار درخواستوں میں سے صرف ایک درخواست reject ہوئی، یہ میں پچھلے سال کی بات کر رہا ہوں۔ اس سال دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ تقریباً 74776 درخواستیں دی گئی تھیں اور پچھلے سال کی نسبت اس سال 38800 یعنی تقریباً 39000 درخواستیں regular scheme میں صرف reject ہوئی ہیں جبکہ sponsorship میں پچھلے سال تقریباً 4 reject ہوئی تھیں، اس سال 146 reject ہوئی ہیں۔ اگر آپ overall دیکھیں دونوں سالوں کو، پچھلے سال تقریباً 91000 حاجی تھے جو regular اور sponsorship schcme کے تحت گئے تھے اور اس سال حاجیوں میں ذرا کمی آئی ہے تقریباً 84000 جا رہے ہیں، تقریباً سات ہزار کی کمی آئی ہے۔ یہ ذرا بتائیں گے کہ اس سال regular scheme کے تحت 38000 درخواستیں کیوں reject کی گئی ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جناب راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق، جناب چیئرمین! پہلا مغالطہ تو یہ ہے کہ شاید پچھلے سال زیادہ حاجی گئے تھے اور اس سال کم جا رہے ہیں۔ میں فاضل ممبر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جتنے پچھلے سال گئے تھے، کم و بیش اتنے ہی حاجی اس دفعہ بھی جا رہے ہیں۔ فرق دونوں میں یہ ہے کہ پچھلے سال درخواستیں ہی

کم آئی تھیں اور ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ قرعہ اندازی نہ کی جائے، اگر ہزار، بارہ سو زیادہ بھی ہیں تو ہم نے liberal view لیا اور ان سب کو بھجوا دیا۔ اس دفعہ بھی ہم نے یہ دیکھا کہ درخواستیں ہی بہت زیادہ آئی ہیں۔ اس کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اگر کسی ایک سال حاجیوں کا تجربہ اچھا نہ ہو، وہاں مکانات، ٹرانسپورٹ، سہولتیں اچھی نہ ہوں اور جب اتنی بڑی تعداد واپس آکر جاتی ہے تو پھر اگلے سال درخواستیں کم ہوتی ہیں۔ لیکن پچھلے سال جو بہتر سلسلہ تھا، اس کی وجہ سے درخواستوں کی تعداد اس دفعہ بہت زیادہ ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس دفعہ حکومت سعودی عرب نے جو تاریخ مقرر کی ہے 26 مارچ کی حج کے لئے، وہ جمعہ کا دن ہے۔ یعنی اس دفعہ حج اکبر ہوگا۔ جب یہ خبر لوگوں تک پہنچی تو پھر پہلے سے دگنی درخواستیں آگئیں۔ لیکن حاجیوں کی تعداد اتنی ہی ہے جتنی پچھلے سال تھی۔ اس لئے بیشمار لوگوں کو accommodate کرنے کے باوجود regular scheme کی 12 دسمبر کو قرعہ اندازی ہوئی اور جو لوگ رہ گئے، ہم نے ان کو کہا کہ اگر آپ sponsorship میں درخواستیں دیں گے 24 دسمبر تک تو ہم ان کو بھی accommodate کرلیں گے۔ تو جن لوگوں نے درخواستیں دیں انہیں بھی ہم نے accommodate کیا اور اس کے بعد بھی جو لوگ آتے رہے ایک مہینے تک ہم نے ان کو بھی accommodate کیا۔ اب تو کل سے پروازیں بھی شروع ہونے والی ہیں۔ تو اس دفعہ بھی وہی تعداد ہے جو پچھلے سال تھی، کوئی کمی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جناب انور کمال مروت صاحب۔

جناب انور کمال خان مروت: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے، میں نے ان کے جواب ہی سے calculation کی۔ تقریباً آٹھ ہزار یا سات ہزار کے قریب حاجیوں کی تعداد comparatively کم ہے جو کہ آپ کا جواب آیا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے کوئی calculation نہیں کی۔ لیکن میں یہ پوچھوں گا کہ آپ کی regular scheme کی اور sponsorship scheme کی percentage ہوتی ہے، last year اگر پچاس ہزار درخواستیں آئی ہیں تو آپ نے غالباً ایک درخواست reject کر کے پچاس ہزار کو ہی بھیجنا تھا۔ اس سال comparatively زیادہ درخواستیں آئی ہیں لیکن percentage wise تو وہی ہونا تھا کہ کم و بیش پچاس ہزار regular scheme میں جاتے اور جو باقی بچتے وہ آپ sponsorship میں بھیجتے۔ Last year پچاس ہزار ریگولر سکیم کے تحت گئے ہیں اور اس سال

تقریباً پینتیس ہزار لوگ ریگولر سکیم کے تحت گئے ہیں۔ یہ کوئی percentage ہوتی ہے یا ویسے ہی درخواستیں آجاتی ہیں تو زیادہ reject کر دی جاتی ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق: فاضل ممبر نے جو آخر میں فرمایا ہے وہ میرے خیال میں درست ہے کہ درخواستیں بہت زیادہ ہوں گی تو rejection کا rate بھی زیادہ ہوگا۔ اگر درخواستیں اتنی ہی ہوں گی جتنی کہ چاہیئں، تو پھر rejection بھی بہت کم ہوگی۔ لیکن ہر سال حج پالیسی نئی بنتی ہے۔ ملک کے حالات کو دیکھ کر، فارن ایکسچینج کو دیکھ کر یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس دفعہ کتنے لوگ regular scheme کے ذریعے سے جائیں گے جس کا فارن ایکسچنج حکومت کو یا سٹیٹ بنک کو arrange کرنا ہوتا ہے اور کتنے لوگ sponsorship کے ذریعے جائیں گے جو باہر سے foreign exchange منگوا لیتے ہیں۔ اس دفعہ چونکہ بہت زیادہ economic pressure ہے، اس لئے جو sponsorship کی درخواستیں تھیں ان کی تعداد زیادہ تھی اور regular کی درخواستیں کم تھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی نثار محمد خان صاحب۔

جناب نثار محمد خان: شکریہ جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے ابھی فرمایا کہ اس سال درخواستیں شاید اس لئے زیادہ ہیں کہ حج اکبر جمعہ کے دن ہو رہا ہے تو حج اکبر کی وجہ سے زیادہ ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہمارے ہاں تو یہ اصطلاح ٹھیک ہے کہ جمعے کے دن اگر حج ہوگا تو حج اکبر ہوگا۔ لیکن عرب دنیا میں ہر عمرہ حج ہے اور جو حج کا موسم ہے وہ حج اکبر کہلاتا ہے۔ اس کے بارے میں وزیر موصوف تشریح کریں۔

جناب راجہ محمد ظفر الحق: یہ ایک فقہی مسئلہ ہے لیکن اس کے باوجود گزارش یہ ہے کہ ایک ہی حج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لہذا ایک ہی حج فرض کہا جاتا ہے، ایک ہی حج سنت بھی ہے لیکن جو حج آپ نے فرمایا جمعے کے دن آتا تھا اس لئے وہاں سے روایت چلی ہے کہ اکبر وہ ہوتا ہے جو جمعے کے دن ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی حاجی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی: میرا سپلیمنٹری سوال کچھ اس طرح کا ہے کہ پہلے سالوں میں جو حج پالیسی بنتی رہی اور جو ہمارے حج اور اوقاف کے منسٹر رہے ان کی وجہ سے شاید لوگوں کے دل بھر گئے تھے اور اس دفعہ راجہ صاحب کی مہربانی سے اور ان کے ساتھ وزیر اعظم کی مشاورت سے ایک ایسی حج پالیسی

دی گئی جس کی وجہ سے لوگوں نے زیادہ درخواستیں دیں۔ لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ سب کے سب جائیں اور حج اکبر بھی ہے' میری ان سے گزارش ہے اور سپلمنٹری سوال بھی ہے کہ نیشنل اسمبلی کے ممبران کو تمام مراعات ملتی ہیں اور ہماری قائد ایوان سے گزارش ہے کہ کیا ہم کو دس دس فارم یا این او سی دینے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں یا مہربانی کریں گے تا کہ ہم بھی کچھ لوگوں کو حج اکبر کا ثواب دلوا سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، وہ کہہ رہے ہیں کہ نیشنل اسمبلی والوں کو مراعات ملتی ہیں۔

راجہ ظفر الحق ، جناب چیئرمین! اس دفعہ نہ صدر صاحب کا کوئی کوٹہ ہے' نہ وزیراعظم کا کوئی کوٹہ ہے' نہ کابینہ کے کسی رکن کا کوئی کوٹہ ہے' نہ قومی اسمبلی کے رکن کا کوٹہ ہے نہ سینٹ کا کوئی کوٹہ ہے یہ حج ہے عبادت ہے اس میں کوئی کوٹہ نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، جی جھگڑا صاحب۔

جناب اقبال ظفر جھگڑا ، جناب چیئرمین! میں ان سے کہنا چاہوں گا کہ جن کی rejection ہوئی ہے ان کو بھی اجازت دی جائے تا کہ وہ بھی حج اکبر کی سعادت حاصل کر سکیں۔

راجہ محمد ظفر الحق، ہم بہت ہی لبرل طریقے سے درخواستوں کو قبول کرتے ہیں' اور جو ایسی درخواستیں ہوتی ہیں جو کسی صورت بھی قبول نہیں ہوسکتیں' مثال کے طور پر ایک خاتون نے درخواست دی جس کا محرم ہی کوئی نہیں ہے تو بغیر محرم کے فقہ حنفی میں حج نہیں ہوسکتا یعنی سفر نہیں ہوسکتا۔ اس وجہ سے rejection ہوتی ہے یا ایسے لوگ ہیں جنھوں نے پہلے کئی بار حج کیا ہوا ہو تو ہم ان کو اجازت نہیں دیتے۔ Repeater کی اس دفعہ اجازت نہیں تھی۔ اگر ہم ان کو اجازت دے دیتے تو ان کی تعداد اور بھی زیادہ ہوتی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی حاجی صاحب۔

حاجی عبدالرحمٰن، جناب پاپولیشن کے لحاظ سے ہمارا کوٹہ تقریباً ایک لاکھ پینتیس ہزار بنتا ہے لیکن اس سے کم لوگوں کو بھیجا جا رہا ہے ۔ مزید لوگ جانا چاہتے ہیں لیکن ان کو اجازت نہیں ملتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی منسٹر صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق، جناب! جیسا کہ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ بے شمار لوگ وہ

ہیں جو کئی کئی بار حج کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ جو لوگ نئی درخواست دیتے ہیں ساری زندگی پیسے اکٹھے کر کے، ان کو موقع نہیں ملتا۔ اس لئے اس دفعہ ہم نے یہ کیا تھا کہ جو repeaters ہیں ان کو اجازت نہ دی جائے۔ کئی لوگوں نے اس بات کو چھپایا بھی لیکن کمپیوٹر نے ظاہر کر دیا کہ انہوں نے پہلے حج کیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم نے ان سے معذرت کی۔

Mr. Deputy Chairman: Next question No. 95, Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder Sahib.

95. *Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that in the Budget 1998-99 a grant of Rs.111 Million was expected to be received by WAPDA from Canada, Germany and Norway as development aid;

(b) if the answer to (a) above be in the affirmative, whether the said grant has been received, if so, the project for which it was been allocated; and

(c) if the answer to (b) above be in the negative and reasons thereof?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) Yes.

(b) CIDA and GTZ have provided technical assistance/grant under the terms of "note of exchange" signed by the Government of Pakistan with the Governments of Canada, Germany and Norway. No cash has been provided but the allocation has been used for meeting expenses on salaries of the consultants as well as related expenses.

Government of Norway has provided mix credit (35% grant +65% loan) for preparation of feasibility report, detailed engineering and tender documents of Neelum Jhelum project. The report has since been completed in 1996-97 and consultants demobilized. Any provision for 1998-99 is only to clear any felt over

liabilities by the consultants.

A list of projects showing revised budget estimate for the year 1998-99 is attached at Annexure 'A'.

(c) Does not apply.

(FIG. IN MILLION)

Sr.No.	Name of Project/Programme	Amount of Allocation	Budget Estimates 1998-99 (approved)	Revised Budget Estimat 1998-99
1.	Warsak Rehabilitation Project (CIDA Grant Canadian Grant)	C$ 27.038	1.682	1.890
		Rs 803.641	50.000	56.180
2.	Energy Management and Environmental Planning Project (CIDA GRANT)	C$ 9.400	1.346	1.346
		Rs 279.368	40.000	40.000
3.	Ext: Hydromet Network (GTZ Grant of Germany)	DM 1.180	0.072	0.072
		Rs. 29.150	2.000	2.000
4.	Golen Gol HEP (GTZ Grant)	DM 11.800	0.180	0.180
		Rs 320.087	5.000	5.000
5.	Comprehensive Planning in Northern Areas GTZ Grant.	DM 2.900	0.072	0.072
		Rs. 81.592	2.000	2.000
6.	Neelum Jhelum Complex (Norwegian Mixed Credit/Grant)	NOK 63.932	0.096	0.796
		Rs 399.331	5.000	5.000
		TOTAL	104.000	110.180
			SAY	111.000

Mr. Deputy Chairman: Supplementary?

شیخ رفیق احمد: میری عرض یہ ہے کہ کیا جواب سے یہ impression ظاہر نہیں ہوتا کہ
ظاہری طور پر جو امداد یا جو کچھ بھی ہمیں دیا جاتا ہے' دراصل اس کا مقصد اپنے ہی consultants اور
documents تیار کرنے والوں کی روٹی اور روزگار کے اسباب مہیا کرنا ہوتا ہے؟

جناب گوہر ایوب خان: جناب چیئرمین! یہ نہیں ہوتا۔ جہاں سے grants آتی ہیں they
have very easy terms اور ہمارے تمام departments ان کو detail, minutely میں scrutinize
کرتے ہیں پھر international bodies ہوتی ہیں۔ چند ایک جگہوں پہ international consultants
رکھنے پڑتے ہیں۔ projects ایسے آجاتے ہیں' waste کہیں نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر: میں وزیر صاحب کی توجہ مبذول کراتا ہوں ان کے جواب کے حصہ (بی) کی
طرف۔ انہوں نے کہا ہے کہ 111 million رقم استعمال ہوئی ہے۔

for meeting expenses on salaries of the consultants. Then the list of the projects have been given in annexure "A", total 111 million, which gives me an impression that the entire amount is spent on salaries and consultants' fee, so what is the actual purpose of the project? What is the cost of that project in which you have spent 111 million just on salaries and please do give us names of the consultants. Are they Pakistani or foreigners?

Mr. Deputy Chairman: Minister concerned.

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman, I can supply the names of the consultants

کہ پاکستانی ہیں یا foreigners ہیں and with all their pay, allowances and duration of stay
These are the requirements and all the ہیں رکھنے پڑتے in Pakistan Mostly consultants
international financing agencies monitor کرتی ہیں ان کو۔ چند ایک projects صرف

consultancy کے ہوتے ہیں۔ چند ایک projects کو ہم follow up کر لیتے ہیں۔اسی طرح چند ایک dams ہیں ہمارے، پینتیس پینتیس ملین صرف ان کی feasibility پہ لگ جاتے ہیں۔ These are expensive projects.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی بلور صاحب۔

جناب الیاس احمد بلور، جناب چیئرمین! similarly میں honourable Minister صاحب سے یہی request کروں گا کہ mostly ہم نے بھی دیکھا ہے کہ جب کوئی ملک ہمیں aid دیتا ہے، جیسے جرمنی یا کینیڈا سے کوئی aid ملتی ہے تو mostly consultants بھی انہی کے رکھے جاتے ہیں۔ یہاں بھی میرے خیال میں یہی ہے کہ consultants بھی انہی کے رکھے گئے ہیں جن کی طرف سے aid آئی ہے۔ Consultants پیسے لے گئے ہیں۔ ہمارے projects پہ کیا خرچہ ہوا ہے؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ projects کے لئے کیا viability report انہوں نے دی ہے؟ Are you satisfied about that کہ انہوں نے جو اتنے پیسے دیئے ہیں اور وہی لے بھی گئے ہیں۔ ہمیں تو کچھ نہیں ملا جناب۔

جناب گوہر ایوب خان، جناب چیئرمین صاحب! عموماً جہاں سے grant یا aid یا loan آتے ہیں، جب تک کہ ایسی aid نہ ہو جس طرح World Bank یا international اداروں کی ہوتی ہے، تو اسی ملک کے consultants ہوتے ہیں۔ میں آپ کو example دیتا ہوں۔ مالے کی پارلیمنٹ ہم نے یعنی پاکستان نے فنڈ کی۔ Five million dollars دیئے۔ تمام consultants, تمام contractors پاکستانی تھے۔

سید اقبال حیدر، جناب وزیر صاحب! یہ بتائیں کہ اس ۱۱۱ ملین پر کتنا سود آپ دے رہے ہیں اور یہ کب repayable ہے؟

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, I will require a fresh question.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ڈاکٹر صفدر علی عباسی صاحب۔ سوال نمبر 96۔

96. ***Dr. Safdar Ali Abbasi:** Will the Minister for Water and Power be pleased to refer to the Senate Starred Question No.33 replied on 26th January, 1999 and state the maximum generation capability of the Hydel system, WAPDA thermal

and the IPPs?

Mr. Gohar Ayub Khan: Maximum capacity of Hydel, WAPDA Thermal and IPP's are as under:-

Hydel		5,141 MW
Thermal (WAPDA)		4,321 MW
IPP's		3,369 MW
	Total:	12,831 MW

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی ضمنی سوال۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میں وزیر صاحب کی توجہ اس طرف دلاؤں گا' جناب! میں نے ٹوٹل ہائیڈل اور تھرمل سسٹم کی capacity پوچھی تھی۔ اس میں maximum capacity تو 12800 بتائی گئی ہے لیکن اگر میں غلط نہیں ہوں تو ایسے بھی وقت آئے ہیں اس capacity کے حوالے سے کہ generation capacity 7000 تک بھی گئی ہے اور جو ایک دو ماہ قبل بحران آیا تو ملک میں بے تحاشا لوڈ شیڈنگ ہوئی' ہماری generation capacity تقریباً 6000 میگا واٹ تک چلی گئی۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ اخبارات میں propaganda ہو رہا ہے' اگر یہ IPPs نہ ہوتیں تو پھر لوڈ شیڈنگ کی کیا صورتحال ہوتی پاکستان میں' considering کہ ان کے ہوتے ہوئے بھی کافی بری صورتحال رہی ہے پچھلے دنوں' تو اگر یہ IPPs نہ ہوتیں تو پھر تو ملک میں بہت زیادہ لوڈ شیڈنگ ہونی چاہیئے تھی۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

جناب گوہر ایوب خان: جناب چیئرمین! سینیٹر عباسی درست فرماتے ہیں کہ ہماری generating capacity 1200 mega watt ہے سالانہ that is the optimum, maximum لیکن پچھلے دنوں رمضان میں اور رمضان سے پہلے یہ کافی drop ہو گئی۔ ترپیلا تین سو ساڑھے تین سو میگا واٹ پر آ گیا' منگلا ڈھائی سو میگا واٹ پر آ گیا۔ چند ایک ہمارے تھرمل پاور سٹیشن بند ہو چکے تھے مظفر گڑھ میں' that was very unusual lean period or unusual situation, جس طرح انہوں نے ابھی کہا کہ اگر IPPs نہ ہوتیں تو کیا ہوتا۔ یہ درست ہے کہ اگر IPPs نہ ہوتیں تو serious crisis ہوتا لیکن جو IPPs کے tariff کی negotiation ہوئی' اس نے واپڈا کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ جہاں واپڈا کو 19 بلین روپے کا

فائدہ ہوتا تھا' وہاں اس سال 72 بلین روپے کا خسارہ ہو گا۔ mainly due to IPPs بجائے اس کے کہ یہ تھرمل پاور سٹیشن پر جاتے' تربیلہ کے بعد اس طرح کا کوئی ہائیڈل پاور سٹیشن تعمیر نہیں ہوا ہے' ابھی غازی بھروتہ ہو رہا ہے اور چشمہ کا ہائیڈل پراجیکٹ ہو رہا ہے اور ساتھ چشمہ کا نیوکلیئر project ہے۔

we should have gone in both for storage and for hydle power stations, اس سے power ہمیں سستی ملتی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! کیونکہ وزیر صاحب کا اور لوگوں کی نسبت بہت نرم stand رہا ہے تو میں ان کے ساتھ زیادہ altercation میں نہیں جانا چاہوں گا لیکن اس وقت میں ان کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ IPPs سے جو یہ بجلی خرید رہے ہیں وہ تقریباً 6 cents پر خرید رہے ہیں جو کہ میرے حساب سے کوئی ساڑھے تین روپے بنتی ہے اگر میں غلط نہیں ہوں تو۔ لیکن اسوقت بھی ملک کے اندر جو بجلی بیچی جا رہی ہے domestic consumer کو' واپڈا اس کے کوئی 6 روپے وصول کر رہا ہے اور industrial consumer سے واپڈا دس روپے وصول کر رہا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ بجلی ساڑھے تین روپے پر خرید رہے ہیں تو کس طرح آپ چھ روپے اور دس روپے میں بیچ رہے ہیں۔ ابھی بھی میں ان کے ایک last جواب پر کہوں گا' جس میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ ٹوٹل جو بجلی خریدی گئی ہے IPPs سے اگر حبکو کو باہر کریں تو یہ آٹھ یا دس بلین کی ہے۔ میں ان سے یہ کہوں گا کہ جب آپ خرید ساڑھے تین روپے پر رہے ہیں اور آپ بیچ چھ روپے پر رہے ہیں تو آپ کس طرح یہ attribute کر سکتے ہیں اور واپڈا کے یہ سارے کے سارے losses IPPs کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ اس پر آپ کا تبصرہ چاہوں گا۔

جناب گوہر ایوب خان: جناب چیئرمین! IPPs کے جو تھرمل پاور یونٹس ہیں ان سے ہم مہنگی بجلی خرید رہے ہیں۔ اس سے تقریباً round about half rate پر consumer کو دے رہے ہیں۔

WAPDA has been observing all that loss that we are doing.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شفقت محمود صاحب۔

جناب شفقت محمود: جناب والا! جیسا کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ IPPs کے لئے اور تھرمل کے لئے نہیں جانا چاہیئے تھا' ہائیڈل کے لئے جانا چاہیئے تھا۔ میں اس بات پر ان سے اتفاق کرتا ہوں'

میں سمجھتا ہوں کہ یہ افسوس کی بات ہے کہ 12000 یا 12500 یا تقریباً 13000 ہماری جو capacity ہے اس میں سے چالیس فیصد صرف ہائیڈل ہے لیکن میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت تین سال رہی، اس سے پہلے مسلم لیگ کی حکومت تھی، اس سے پہلے جونیجو صاحب کی حکومت تھی۔ وہ بھی مسلم لیگ کی حکومت تھی۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ hydle is better form for generating electricity, environmentally باقی چیزوں کی وجہ سے بھی بہتر ہے تو what has been done in all these years, why just take out three years and put the entire blame on those three years. What has been done in the last 10, 15 years?

And No. 2, what are you planning to do in the future?. Are you really going in for a massive generation of hydle power in the future? Are you changing the policy towards that direction, what are you specifically planning to do?

Mr. Gohar Ayub Khan : Very good question of Senator Shafqat Sahib. Sir, I think, he may be aware that I personally took the Prime Minister in January, 1993 when the Afghan government was here and we went to Ghazi and ensured where Ghazi Brotha Project could be. That is PC-I, اس وقت تیار ہوا۔ 2001-2002 It is 1450 M.W. project. میں تیار بھی ہو جائے گا۔ چشمہ بھی ہے it's of 184 M.W. But what I am now trying to do sir, is from Tarbela right upto Sakardu جو Indus کے اوپر locations ہیں ۔ تھاکوٹ ہے، باقی جتنی ہیں اوپر تک، ان کی fresh appraisal, I want to conduct it through WAPDA and have funding done in the next budget تاکہ ہمارے پاس alternatives and planning ہو جائے جن پہ controversy بھی نہ ہو اور maximum storage بھی دے سکیں اور power بھی دے سکیں۔ شکریہ جناب۔

سید اقبال حیدر : وزیر پانی و بجلی نے حال ہی میں ایک بیان دیا تھا کہ آئندہ چند سال میں ہمارے ڈیمز سے بجلی پیدا ہونا بند ہو جائے گی غالباً انہوں نے 2005 تک کہا تھا کیونکہ ڈیمز میں سلٹ اتنی بھر جائے گی کہ ان کی عمر پوری ہو جائے گی۔ ٹوٹل جو انہوں نے ہمیں بتائی ہے generation of power 12831 M.W ہے۔ ہماری اس وقت consumption کیا ہے اور اگر ڈیمز سے مزید ہائیڈل بجلی

ملنا بند ہو گئی تو اس کا متبادل آپ نے کیا رکھا ہے اور مستقبل میں ہماری consumption کیا estimate کی ہے؟

جناب گوہر ایوب خان، جناب چیئرمین صاحب! شاید اقبال حیدر صاحب نے میرے بیان کا غلط impression لیا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ ہماری storage deplete ہو رہی ہے۔ تربیلا میں 32% storage deplete ہو چکی ہے اور روزانہ پانچ لاکھ ٹن ریت آ رہی ہے تربیلا سے۔ اسی طرح منگلا اور چشمہ میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ جو ہماری storage capacity پہلے تھی وہ کافی کم ہو چکی ہے۔ اگر ہم نے نئے storages نہ بنائے دس پندرہ سال میں اور اندازہ یہی ہے کہ imports by Pakistan will be largest in the world by the year 2020. ہماری population بھی double ہو جائے گی لیکن یہ crisis تقریباً 2005 سے شروع ہو گا اور پنجاب اور سندھ اس وقت چیخیں گے کہ پانی نہیں ہے جب پانی کی سب سے زیادہ ضرورت ہو گی کسانوں کو، غریب کسانوں کو، شاید وڈیرے تو گزارہ کر لیں گے لیکن غریب کسانوں کو اس وقت شدید کمی محسوس ہو گی اپنی فصلوں کے لیے۔ اس لیے I am having these from Tarbela right upto Sakardu, fresh appraisal and funding, میں کوشش کروں گا کہ بجٹ میں رکھیں تا کہ جتنی جگہیں ہیں اور جو سب سے least controversial ہو گا اس پر جلدی کام کر سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، عباس سرفراز صاحب۔

Mr. Abbas Sarfraz: Mr. Chairman, I would like to ask the honourable Minister, he seems to have a very heavy reliance on hydel electric power and thermal power stations. I would like to say that if there is any programme to develop either coal power plants or alternative energy sources such as solar, wind turbines in furtherance to or on hydel and thermal power generation?

جناب گوہر ایوب خان، جناب چیئرمین صاحب! I think another very very good supplementary. Thar coal deposits کافی ہیں۔ ان کی feasibility detail کرانی چاہیے اور اس کو use کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے، similarly جو ہمارے گیس کے deposits ہیں۔ On solar or wind power, it is expensive. بلوچستان کوسٹ ہے، ایک minimum wind speed چاہیے ہوتی ہے، وہ چند ایک دنوں کے لیے ہمیں مل جاتی ہے لیکن through consistency نہیں۔ جس طرح

کیلیفورنیا یا چند ایک باقی ملکوں میں ہے، پورے علاقے میں ان کی wind turbines لگی ہوتی ہیں اور ان کو wind palms کہتے ہیں، اس طرح ہم بھی کوشش کر رہے تھے لیکن ابھی تک جو feasibility یا initial studies ہیں ان کے مطابق ہمیں وہ wind speed نہیں مل رہی۔ Solar آپ ایک گھر کے لیے تو کر سکتے ہیں، پانچ چھ گھروں کے لئے بھی کر سکتے ہیں لیکن پورے گاؤں یا پورے شہر کے لیے مشکل ہے کیونکہ آج technology ہمیں بہت مہنگی پڑے گی۔ ہائیڈل سب سے سستی ہے اور good ratio اور mix جو ہونا چاہیے thermal 40% ہونا چاہیے اور hydel 60% ہونی چاہیے تاکہ دونوں blend ہو جائیں۔
اور ہمارے پاس on the Indus اندازاً فرنٹیئر میں بارہ جگہیں ہیں جہاں hydel stations لگ سکتے ہیں اور ہم encourage کر رہے ہیں provincial government کو اور خود بھی کر رہے ہیں کہ وہاں hydel stations لگیں جو تقریباً 84 mega watt, 100 mega watt تک جا سکتے ہوں اس سے تھوڑا زیادہ اور Indus کے اوپر بھی جس طرح میں نے جناب ابھی کہا ہے that I will try put funding in تاکہ feasibilities alternative sites کی بن سکیں تاکہ ہمارے پاس کچھ ہو، we will be in crisis situation otherwise. Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: Next question Dr. Hayee Sahib, on his behalf, taken as read, supplementary.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب 97 تو میرا سوال تھا۔ آپ آگے چلے گئے ہیں۔

سید اقبال حیدر۔ جناب 97 ان کا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Sorry.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب 97۔

97. *Dr. Safdar Ali Abbasi: Will the Minister for Water and Power be pleased to refer to the Senate starred question No.9 replied on 26th January, 1999 and state:

(a) the estimated amount required for electrification of villages Nimmal, Tarkiti, Pakhonakhar and Massina District Abbotabad; and

(b) the percentage of work completed on each of said scheme?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a & b). the status of these schemes alongwith required amount for their completion is given as under:-

S.No.	Name of Scheme	Status of work completed	Amount required for completion
1.	Namal	50%	Rs.1.554 million
2.	Tarhati	50%	Rs.1.931 million
3.	Pekhonaker	50%	Rs.2.718 million
4.	Masena Kalan	50%	Rs.6.572 million

Mr. Deputy Chairman: Question No. 97, taken as read, supplementary

Dr. Safdar Ali Abbasi: Thank you sir. Sir,

میں Minister صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ جو میں نے چار دیہاتوں کے نام دیئے تھے ان میں 50% work complete ہوا ہے لیکن جو amount required for completion دیا ہوا ہے وہ مجھے بہت زیادہ لگ رہا ہے۔ I don't know میں غلط ہوں یا کیا ہے، وزیر صاحب یہ بتائیں کہ 15 لاکھ ایک سکیم میں، 19 لاکھ دوسری سکیم میں، کہیں انہوں نے لاکھ کو ملین تو نہیں بنا دیا، 27 لاکھ اور 65 لاکھ بھی ہے۔ جناب میں گوہر ایوب صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ I think مجھے لگتا ہے کہ شاید یہ figures صحیح نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی Minister صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب! honourable Senator Abbasi کے لئے I can have them re-checked لیکن یہ ایبٹ آباد کا area ہے N-A- 11 basically and possibly it will be over lac. پہاڑی علاقہ ہے، dispersed population ہے۔ ایک گھر ادھر ہے، دوسرا گھر ادھر ہے، تیسرا کہیں ہے۔ گاؤں لگتے ہیں لیکن they are so dispersed کہ expenses زیادہ ہوتے ہیں but I can for his satisfaction re-check these figures.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ یہ بتائیں کہ آپ کب تک complete کر پائیں گے۔

جناب گوہر ایوب خان- جناب چیئرمین صاحب!

according to the latest policy of the government on-going schemes will be given preference for completion.

Mr. Deputy Chairman: Next question, Dr. Abdul Hayee Baloch Sahib, on his behalf.

98. *Dr. Abdul Hayee Baloch: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that about 3 months back some faults were developed in the transformer installed in village Masial, Wapda Sub-division Chobara, Chawinda No.2, Tehsil Pasroor, District Sialkot due to which about 100 electric meters in the village were burnt;

(b) whether it is also a fact that electrical appliance were burnt due to the said fault in transformer, if so, the estimated loss caused to the consumers;

(c) whether there is any proposal under consideration of the Government to compensate the said consumers, if not its reasons;

(d) whether it is further a fact that Wapda is not replacing the said burnt meters and the consumers have been asked to deposit the money for new meters, if so, its reasons; and

(e) the time by which new meters will be installed in place of burnt ones?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) Yes. Due to unauthorised extensions the transformers installed in the said villages because overload, which not damaged 85 out of 100 meters but also the transformers themselves.

(b) Yes. Due to the reasons as given above.

Since no claim for damage is received, therefore the losses caused to the

consumers can not be assessed.

(c) No. As per policy of the Department consumers are not compensated for damage to electrical appliance installed inside their premises.

(d) All the defective meters will be replaced within one month by the department at its own cost without recovering the same from the consumers.

(e) Replied in para (d) above.

Syed Iqbal Haider: And the supplementary is sir, that the honourable Minister has admitted that there has been damage to the transformer as well as meters due to over loading. Now what action is being taken to prevent occurrence of such incidents and unauthorized over loading, not only in those villages which have been named in the question but this is a general menace throughout the country and what steps have you taken to prevent unauthorized over loading.

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب! جب سے army induct کی گئی ہے
تقریباً یہ over loading ختم ہو گئی ہے کیونکہ تین چار دیہات میں ایک گھر میں meter ہوتا تھا، اور
دوسرے گھروں کو بھی وہ wire stitch کر لیتے تھے تو وہ cater نہیں ہوتی تھی for the transformer.
or for the meter تو جہاں جہاں checking ہو رہی ہے وہ بجلی کاٹتے جا رہے ہیں۔ Right now, I
think the situation is stabilized. یہ پرانا سوال ہے before I think, this operation started. یہ
جو meters ہیں یا transformers, we can always have them replaced but یہ situation
فی الحال نہیں ہے، we have over come that situation. Thank you sir.

@ Mr. Deputy Chairman: Question Hour is over.

99. *Mr. Sajid Mir: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the various amounts of commercial debts owed by

---

@All the remaining questions and their replies are taken as read and are placed on the table of the House.

foreign suppliers to Sui Northern, indicating also the dates from which these debts are due?

Ch. Nisar Ali Khan: There are not commercial debts owed by foreign suppliers to Sui Northern Gas Pipelines Limited.

100. *Mr. Sajid Mir: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the total amount paid by Sui Northern to various Banks on account of fines etc. due to changes and amendments in letter of credit during 1994-95 and 1996-97, separately?

Ch. Nisar Ali Khan: The total amount paid by Sui Northern Gas Pipelines Limited (SNGPL) on account of L/C amendment charges during 1994-95 and 1996-97 is given below:-

Bank	1994-95	1995-96
	Rs.	Rs.
Habib Bank Ltd. Mall Branch Lahore	63,930	2,294,786
National Bank of Pakistan, WAPDA House, Lahore.	1,551,170	6,786,930
Muslim Commercial Bank Ltd., WAPDA House, Lahore.	1,201,113	653,868
Total:	2,816,213	9,747,584

It is clarified that these sums are not fines, but are charges paid to the banks in accordance with the rates notified by State Bank of Pakistan for effecting L/C amendments.

101. *Mr. Sajid Mir: Will the Minister for water and Power be pleased to state the price and the conditions on which the Power Station at Kot Addu has been sold out/privatized?

Mr. Gohar Ayub Khan: The price of Kot Addu Power Plant, on the basis of tariff approved by the GOP, was determined as US$1583 million by National Power (U.K.). This price included US$756 million as debt and US$827 million as equity portion. Therefore, 26% shares of the equity portion were sold to National Power for US$ 215 million, on 26th June, 1996. Later on, additional 10% equity shares were also to National Power at a cost of US$ 76 millions in October, 1996.

102. *Mr. Ali Nawaz Shah: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the names of the Line Superintendents and SDO's working in Mirwah Feeder, Mirpur Khas, indicating also the date on which they were posted at the present place;

(b) the number of their posting at present station, separately, prior to the present indicating also the period of each posting;

(c) the normal period of posting of a WAPDA employee at a place; and

(d) whether there is any proposal under consideration of the Government to transfer the said SDOs and Line Superintendents who have three years service at the present station?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) Mr. Raham Ali, Otho SDO has been working in Satellite Town Sub-division Mirpur Khas since 21-01-1997 and Mr. Mehmood Ahmad LS-I has been working on Mirwah feeder from 5-1-1995 to

1-12-1998 and from 1-1-1999 todate.

(b) Mr. Raham Ali Otho SDO was posted at Satellite Town Sub-Division Mirpur Khas first time whereas Mr. Mehmood Ahmad LS-I was posted two times at Mirwah feeder firstly from 5.1.1995 to 1.12.1998 and secondly from 1.1.1999 todate.

(c) The normal period of posting of a WAPDA employee at a place is three years.

(d) The normal tenure as indicated in para-C above is strictly observed in case of officers. As per recent orders of the authority all the officials who have completed normal tenure of posting at a station are being shifted phase-wise.

103. *Mr. Ali Nawaz Shah: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) The details of the complaints received against the SDO's and Line Superintendents working in Mirwah Feeder, Mirpur Khas, since December, 1998;

(b) whether any enquiry has been conducted into the complaints, if so, its findings; and

(c) the action taken against the said officers so for?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) No complaint was received against the SDOs and Line Superintendents working in Mirwah Feeder, Mirpur Khas, since December, 1998.

(b) No inquiry was conducted since there was no complaint against any Officer/official.

(c) No action was taken against any officer/official since there was no complaint.

104. *Mr. Anwar Kamal Khan Marwat: Will the Minister for Culture,

Sports, Tourism and Youth Affairs be pleased to state the income of the restaurant, coffee shop, chair lifts and sking resort, separately, at Malam Jabba during 1998?

Mr . Mushahid Hussain Sayed: The Malam Jabba Sking-cum-Summer Resort was put into partial operation w.e.f. 5th November, 1998 with the inauguration by the Prime Minister and is being run by Pakistan Tourism Development Corporation (PTDC) since then. However, following income was received in respect of Malam Jabba by PTDC Motels North (Pvt.) during the period from 5.11.1998 to 31.12.1998:

	November, 1998	December, 1998
Restaurant	67,647	30,722
Coffee Shop	-	-
Chair Lift	24,360	11,025
Sking Resort	56,860	38,750
Total:	148,867	80,497

105. ***Dr. Safdar Ali Abbasi:** Will the Minister for Religious Affairs, Zakat, Ushr and Minorities Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Prime Minister sanctioned special funds to the Ministry of Religious Affairs for holding Nifaz-e-Shariat Convention in 1998, if so, the allocation and expenditure incurred thereon?

Raja Muhammad Zarfarul Haq: No. Funds amounting to Rs.5,679 ,300were, however, arranged from out of the sanctioned budget of this Ministry for holding the National Nifaze Shariat Consultative Convention (Men) on 5.9.98 and (Women) on 28.9.1998, respectively in Islamabad. Out of those funds an amount of Rs.4,216,707 was expended on arranging both the Conventions as per details given

in Annexure-I. From out of the left over amount Rs.1,400,000 has been deposited in the treasury while Rs.62,593 are in the chest for meeting the outstanding claims.

About 3600 (3000 Men and 600 Women) delegates from all over the country attended both the Conventions. The delegates (Province-wise) to whom TA/DA was paid are detailed below:-

Province	Men	Women	Total
Punjab	509	21	530
Sindh	121	15	136
NWFP	221	17	238
Balochistan	46	9	55
Total:	897	62	959

ANNEXURE-I

DETAILS OF THE EXPENDITURE

		Man	Women	Total
i.	TA/DA Paid to Delegates.	Rs.2,380,866/-	Rs.212,467/-	Rs.2,593,333/-
ii.	Boarding,& Lodging charges.	Rs. 762,503/-	Rs. 35,000/-	Rs. 797,503/-
iii.	Transportation charges.	Rs. 113,162/-	Rs. 50,000/-	Rs. 163,162/-
iv.	Misc. Expenditure, Purchase of Stationery, payment of honorarium, Bark Commission etc.	Rs. 591,265/-	Rs. 21,050/-	Rs. 612,315/-
v.	Income Tax deducted and deposited in treasury.	Rs. 50,000/-	Rs. 394/-	Rs. 50,394/-
	TOTAL:	Rs.3,897,796/-	Rs.318,911/-	Rs.4,216,707/-

107. ***Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is fact that electric meters installed in the stairs of Block No. 6, Cat. III, G-10/2, Islamabad have been broken/damaged;

(b) whether it is also a fact that the electricity consumers of that block are asked to deposit the prices of new meters, if so, its reasons; and

(c) the names of the persons found involved in breaking/damaging the said meters and action taken against them?

Mr. Gohar Ayub Khan: (a) Yes. These were broken/damaged by some unknown persons.

(b) Yes. Because the consumers/owners of the premises are responsible for any damage/loss of the authority apparatus as per Clause-12 of the Abridged Condition.

(c) No Wapda employee was found involved in breaking/damaging these meters. As such no action was taken.

108. ***Dr. Abdul Hayee Baloch:** Will the Minister for Culture, Sports, Tourism and Youth Affairs be pleased to state the steps being taken by the Government for the development of tourism in Balochistan?

Mr. Mushahid Hussain Sayed: Steps taken by the Government for Development of tourism in Balochistan are as follows:-

- PTDC has under-taken the following projects:-

1.	Tourist Complex at Ziarat. (Phase-I & II).	Completed and in operation
2.	PTDC Motel and Road side	Completed and in operation

facilities at Khuzdar.

3.	PTDC Reception Unit at Chaman.	Under process for privatization
4.	PTDC Reception Unit at Koh-e-Taftan.	Under completion
5.	Tourist Information Centres at (i) Quetta and (ii) Taftan.	In operation

- The Federal Government also provides funds to the provincial governments on 50 per cent matching grant basis for tourism development. Under this policy the following projects of Balochistan government have been funded and completed:-

1. Rest Houses at Dera Murad Jamali, Gadani, Loralai and Gawadar.
2. Motel at Dalbandin.
3. Construction of Rest House at Mehrar Garh.
4. Recreational facilities at Chashma Achazaie, Pir Ghaib and Bund Khushdil Khan.

- In the 9th Five Year Plan the following projects have been proposed for development of tourism in Balochistan:-

(Rs. in million)

Name of the Project	Cost
1. Tourist Village at Quetta	50.0
2. Extension of Motel at Ziarat.	8.0
3. Tourist Facilities at Fort Manro.	5.5
4. Hotel at Gadani Beach.	50.0
5. Motel at Shingar Zhob, Quetta	8.0
6. Tourist Resort at Hana Lake, Quetta.	8.0

7. Motel at Gawadar.		19.5
8. Motel at Turbat (Airport Road)		8.0
	Total:	157.0

109. ***Mr. Muhammad Zahid Khan:** Will the Minister for Water and Power be pleased to refer to the National Assembly Un-starred question No.37 replied on 15-09-1998 and state whether the pending work of electrification of village Kashmir Banda, district Karak, has been completed?

Mr. Gohar Ayub Khan: The pending electrification work of village Kashmir Banda District Karak has not yet been completed due to financial constraints. As such purchase of balance material required for completion of above scheme is not possible.

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے leave applications تو پڑھتے ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب پرویز رشید صاحب بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر 18 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب سر انجام صاحب نے طے شدہ مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 23 فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب ماجد سلطان خواجہ نے نجی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 23 فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب فاروق احمد نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 23 اور 24فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب شفقت محمود صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 16 تا 19 فروری تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی. Point of order۔

POINT OF ORDER RE: THE VISIT OF THE INDIAN PRIME MINISTER TO PAKISTAN.

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین صاحب!

I am grateful to you. Sir, through you, I would like to draw the attention of this government to a very important question. Sir, that question pertains to the fact that two days ago a very important meeting took place on the soil of Pakistan and that was the visit of the Indian Prime Minister, Mr. Vajpayee and whereas as far as, the Pakistan Peoples Party is concerned, we welcome the initiative but at the same time it is most unfortunate that neither prior to the visit of the Indian Prime Minister was the nation or the parliament taken into confidence as to what is the agenda and what all would be discussed at Lahore.

It is further disconcerting that one day prior to the visit of the Indian Prime Minister, the Prime Minister went on television and all expectations were that he would take the nation into confidence that he would reaffirm Pakistan's positon viz a viz Kashmir and the violations of human rights but alas! that was not to be. We saw a different trend in that speech in which at another time we will

dwell on how the Supreme Court judgement was taken into account.

It is also sir, disconcerting that prior to the meeting in Lahore, the Senate of Pakistan was in session but yet the Prime Minister did not think it fit to come to this Upper House to take the nation into confidence through the Senate of Pakistan which represents the Federation of Pakistan which is the embodiment of the Federation of Pakistan. And this was a question or this is a question which pertains to the Federation of Pakistan. But he did not think it fit to take the Senate into consideration on this aspect either. The Prime Minister came and has gone. There was a lot of funfair attached to his trip. But perhaps, from what we have seen in the press, nothing substantial has come out of it. But yet again, the Senate is today in session but the Prime Minister has not bothered to come to parliament or come to the Upper House which is the embodiment of the Federation and explain as to what took place during the summit between him and the Indian Prime Minister.

Mr. Chairman, it is most unfortunte that on such important matters of national importance, matters pertaining to national security, neither the nation nor Parliament is taken into confidence, that much for the supremacy of the parliament, that much for taking the people into confidence. Sir, but one thing has emerged from all of this that at least in the declaration, 26/27 years long they have acknowledged the Simla Agreement to which they have been saying a lot about. So, therefore, sir, through you I would demand from the Government that parliament and the nation be taken into confidence on the talks that took place between the Indian Prime Minister and the Prime Minister of Pakistan. Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: Khuda-e-Noor Sahib.

جناب خدائے نور۔ جناب والا! میاں رضا ربانی صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر جو کچھ کہا میں خود اپنی اور پارٹی کی جانب سے بھی واجپائی صاحب کے یہاں آنے کا خیرمقدم کرتا ہوں اور یہ بڑی خوش آئند بات تھی کہ باہم مل بیٹھ کر جو ہمارے آپس کے ایشوز یا اختلافات یا مسائل ہیں وہ بات چیت سے حل ہو جائیں۔ اس حد تک تو جمہوری وطن پارٹی ان کی حمایت میں ہے اور ان کو خوش آمدید بھی کہتی ہے لیکن جو انہوں نے بات کی کہ وہاں بات چیت ہوئی ' کیا agenda تھا' کس کس بات پر agreement ہوا' اس وقت سینٹ چل رہا ہے' بالکل صحیح بات ہے جو بات ربانی صاحب نے کی کہ وزیر اعظم کو آج یہاں آنا چاہئے تھا اور آکر اس ہاؤس کو بھی اعتماد میں لیتے ۔ ہاؤس کو بتاتے کہ ہوا کیا' کس حد تک پاکستان آگے گیا' کس حد تک وہ آگے آیا۔ ہم نے تو صرف TV پہ دیکھا کہ ہاتھ ملایا اور آپس میں بیٹھ گئے ' ہونٹ ہل رہے تھے' آواز کچھ نہیں تھی۔ ہم نے نہیں سنا۔ میں ربانی صاحب کی اس بات کی مکمل حمایت کرتا ہوں کہ وزیر اعظم صاحب کو آنا چاہیے تھا ' بلکہ میں تو اس بات کو کچھ آگے بڑھاؤں گا کہ اس پر ایک بحث ہو جائے تو میرے خیال میں بری بات نہیں ہوگی۔ اس پر ایک باقاعدہ بحث ہو جائے اور ہمیں یہ بتا دیا جائے۔ بحث کا لب لباب یہی ہو گا کہ وزیر اعظم صاحب کو بنفس نفیس تشریف لانا چاہیے ' یہ بھی پارلیمنٹ کا' فیڈریشن کا حصہ ہے اور اس سے زیادہ باوقار ادارہ ہے ' ان کو اعتماد میں لینا چاہئے' یہی میں کہنا چاہتا ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ، میں مختصراً اس سلسلے میں کچھ کہنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اور میں اس لئے اپنی علالت کے باوجود آیا ہوں کہ یہ جس واقعہ کی طرف یا جس سیاسی یا diplomatic پیش رفت کی طرف اشارہ ہے ہم اس کو نہایت ہی اہم سمجھتے ہیں۔

بنیادی طور پر ایک فقرے میں کہوں گا کہ جنگ سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا اور کشیدگی جنگ کی طرف بڑھتی ہے۔ اس لئے ہم کشیدگی کے سخت مخالف ہیں اور ہم سمجھتے ہیں 'میری پارٹی اور پونم' میں جانتا ہوں ملک کے جمہوریت پسند' عوام دوست لیڈروں اور سیاستدانوں کو تو میرا اندازہ ہے بلکہ بات چیت بھی ہوتی رہی ہے ' ہوائی بات نہیں ہے' سب یہ سمجھتے ہیں کہ دونوں ممالک کی زندگی اور مستقبل اور عوام کی خوشحالی کے لئے کشیدگی کی بجائے سازگار اور خوشگوار فضا آگے بڑھنی چاہیے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نہ صرف دونوں ممالک کے لئے ' دونوں ممالک کے عوام کے لئے' بلکہ اس علاقے کے لئے خوشگوار فضا ضروری

ہے، بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ آج کی دنیا بھی جنگ کو اور جنگ کی طرف بڑھنے والی کشیدگی کو پسند نہیں کرتی۔ جنگ یا کشیدگی ایک دن میں ختم نہیں ہوتی۔ ہمارے یہاں جو مسائل ہیں ان کے حوالے سے کہتا ہوں کہ ہم جنگ، کشیدگی اور یہ جو مسائل ہیں جن کی وجہ سے یہ کشیدگیاں ہیں، ان کے مکمل خاتمے کے حق میں ہیں۔ تو جیسے میں نے کہا کہ وہ ایک دن میں نہیں ہو سکتا۔ فضا اتنی مکدر، جذباتی اور اشتعال انگیز ہو چکی ہے کہ اس پر نتیجہ خیز بات چیت بھی آسان نہیں ہے۔ تو ہماری طرح کے لوگ جو ساز گار، خوشگوار اور امن کی فضا چاہتے ہیں، عملی زندگی یا قبائلی زندگی میں بھی ہم کوشش کرتے ہیں کہ بڑے مسائل چھیڑنے سے اگر ہاتھ جلتے ہیں تو ہم جو مسائل حل ہو سکتے ہوں ان سے شروع کر دیتے ہیں۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس سازگار فضا کے لئے کوشش کی جائے جس میں بیٹھ کر ہم بڑے مسائل حل کریں، جس کی ضرورت ہے۔ ابھی فضا کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے دونوں حکومتوں کے درمیان جو diplomatic سطح پر بات چیت ہو رہی ہے ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ یہ جو ثقافتی اور تجارتی رابطے ہیں ان کی بھی تائید کرتے ہیں، اور آمد و رفت کی تائید کرتے ہیں جو بھارت کے وزیر اعظم یہاں آئے اور پاکستان کے وزیر اعظم جانے کا ارادہ رکھتے ہیں یا رکھیں گے۔ یہ ہم امن کے لئے بہت اہم اور ضروری سمجھتے ہیں۔ مستقبل کے لئے بہتری ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ ہم واجپائی کے پاکستان کے دورے اور یہاں آنے کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس حکومت نے جس طرح سے ان کو خوش آمدید کہا ہم مستقبل کی طرف بڑھنے، تخریب کی بجائے تعمیر کی طرف بڑھنے، شر کی بجائے خیر کی طرف بڑھنے کو مثبت قدم سمجھتے ہوئے اس پر خوش ہیں اور اس پر مبارکباد دیتے ہیں۔

البتہ ایک سوال ہے کہ جن حالات پر ہم خوش ہیں، جن سے ہم کافی توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں، اس کی ایک صورت یہ ہو کہ کسی ایک کی دوسرے پر بالادستی نہ ہو۔ یہ عمل ایسے آگے بڑھے جس سے کسی ایک کی دوسرے پر بالادستی نہ ہو، وہاں پارلیمانی کانفرنس میں، میں نے کہا کہ کچھ حقائق ہیں، یہ بحث ہو تو اس میں یہ حقائق بیان کریں گے۔ ایک حقیقت یہ ہے کہ پانچ ہزار سال سے برعظیم یا برصغیر کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اب وہ برعظیم تقسیم ہوگیا۔ اس تقسیم اور آج کی حقیقتوں کو تسلیم کرنا ہوگا۔ تو یہ کسی کے ذہن میں نہ ہو کہ ہم بالادست ہیں۔

دوسری بات اس سے بھی اہم ہے کہ نہ ایک کی دوسرے پر بالادستی ہو اور نہ کسی تیسری قوت کے مفادات کی بھینٹ ہم چڑھیں۔ وہ کسی نے کہا ہے کہ

ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں

ایک یہ کہ ایک ملک کی دوسرے ملک پر بالادستی نہ ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ کسی تیسرے ملک کی مداخلت اور ان کے مفادات کے لئے ہم قربانی کا بکرا نہ بنیں۔ تیسری بات جو میاں ربانی صاحب اور میرے بھائی خدائے نور نے کی ہے۔ یہ فیصلہ کسی ایک پارٹی کا، کسی ایک حکومت کا بلکہ کسی ایک نسل کا نہیں ہے، کسی ایک فرد کا نہیں ہے، یہ اس ملک کے مستقبل کا مسئلہ ہے، سب کا مسئلہ ہے۔ قوم کا مسئلہ ہے تو فضا جبر سے، زور سے، کسی ایک فرد یا ایک ٹولے کے فیصلوں سے سازگار نہیں بنے گی۔ چاہیئے یہ تھا کہ اس پر قوم کو اعتماد میں لیا جاتا۔ بنیادی مسئلہ کشمیر کا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہو گا اس وقت تک ہماری تمنا پوری نہیں ہو گی۔ ایک فقرے میں کہوں، کشمیر کشمیریوں کا ہے۔ کشمیر کے مشورے کے بغیر، ان کی مرضی کے بغیر یہ مسئلہ کبھی حل نہیں ہو سکتا۔

اس سلسلے میں یہ بھی کہوں گا کہ یہ ایک اچھی بنیاد ہے جو کہ پاکستان اور بھارت کے وزراء اعظم نے شملہ کانفرنس پر رکھی ہے۔ میں، ہماری پارٹی اور اکثر لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بنیادیں، آگے بڑھنے کے لئے اور سخت مسائل کے حل کے لئے سازگار فضا بنا سکتی ہیں۔ آخر میں ایک فقرہ کہوں گا، پشتو میں کہتے ہیں۔(پشتو) مطلب یہ ہے کہ پہاڑ اگر بہت اونچا بھی ہے تو بھی اس کے سر پر آنے جانے کا راستہ ہے۔ معنی یہ ہیں کہ اگر مسائل سخت ہوں، جو بھی ہوں، ان کے حل کا بھی راستہ ہے۔ ان پر آنے جانے کا بھی راستہ ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں بھارت کے وزیر اعظم کی آمد کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ مستقبل میں اس پر خلوص کے ساتھ، جیسے کہ میں نے ذکر کیا، سنجیدگی کے ساتھ، نتیجہ خیز بات دونوں طرف سے ہو۔ ورنہ شملہ معاہدہ آج کم مانیں گے تو کل پرسوں بہت زیادہ مانیں گے کہ صحیح بنیاد پر کیوں عمل نہیں ہو سکا۔ اسی طرح اس پر بھی عمل ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اس پر عمل ہو اور بہتر یہ ہے کہ جیسے خدائے نور صاحب نے تجویز بھی کیا کہ اس پر مکمل بحث ہو۔ بہتر ہو گا کہ قوم اور عوام کو مزید اندھیرے میں نہ رکھا جائے۔ اگر کچھ نہیں ہے تو بھی کہا جائے، اگر کچھ ہے تو بھی کہا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر حکومت کو کوئی خدشہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ کھل کر بات کرنی چاہیئے اور اس پر بحث ہونی چاہیئے۔ اس کی میں تائید کرتا ہوں، باقی پارٹیوں والے بھی کریں گے۔ شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جناب اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کی طرف سے جناب محترم اجمل خٹک صاحب کے فرمودات کی لفظ بہ لفظ تائید

کرتا ہوں۔ یقیناً واجپائی صاحب کا یہ دورہ دونوں ملکوں کے عوام کے لئے ایک اچھے مستقبل کی طرف پہلا قدم ہے۔ ہمیں جنگ کی بجائے امن کا راستہ، مذاکرات کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے جو کہ دونوں ملکوں کے عوام کے مفاد میں ہے، ان عوام کے جو کہ انتہائی غربت اور تکلیف دہ زندگی بسر کر رہے ہیں، تعلیم نہیں ہے، روزگار نہیں ہے، لوگوں کو بنیادی سہولتیں میسر نہیں ہیں اور ہمارے سارے پیسے فوجی بجٹ میں چلے جاتے ہیں، arms race جو شروع ہوئی ہے اس میں چلے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں ملکوں کے عوام کے لئے ایک انتہائی خوش آئند قدم ہے۔ اس سے arms race کم ہو گی، فوجوں کا خرچہ کم ہوگا اور دونوں ملکوں کے عوام کی بھلائی ہو گی۔ جناب چیئرمین! یہاں میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واجپائی صاحب کا دورہ لاہور اور اس سے قبل سعودی عرب کے ولی عہد تشریف لائے تھے شہزادہ عبداللہ، تو اس طرح لگتا ہے کہ ہم اس federation کو، اسلام آباد کو، جو کہ ہمارا دارالخلافہ ہے، جہاں پر ہماری پارلیمنٹ ہے، Presidency ہے، Prime Minister's House ہے، آہستہ آہستہ ہم ان سب چیزوں کو لاہور کی طرف منتقل کرتے جا رہے ہیں۔ تو جناب چیئرمین! میری یہ گزارش ہو گی کہ اس طریقے سے federating units کے درمیان، قوموں کے درمیان، صوبوں کے درمیان اور زیادہ شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ دوسرا ایسا دورہ ہے کہ جس میں اسلام آباد کو avoid کر کے، bypass کر کے لاہور میں رکھا گیا۔ میری تیسری گزارش یہ ہے کہ چاہیے تو یہ تھا کہ اس دورے کے موقع پر جو مختلف وہاں پر functions ہوئے، ان میں پارلیمنٹ کے ممبران کو دعوت دی جاتی لیکن سینٹ سے میری معلومات کے مطابق بہت ہی کم لوگوں کو، شاید کسی کو بھی نہیں، سوائے دو چار لوگوں کو چھوڑ کر اور کسی کو بھی دعوت نہیں دی گئی۔ اس سے ہماری federation پر یا federation کے تصور پر منفی اثرات پڑ رہے ہیں۔ ہم federation کو جس طرف لیجا رہے ہیں، federating units کے درمیان اس سے بہت زیادہ شک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ میں آخر میں ایک دفعہ پھر واجپائی صاحب کے اس دورے پر ان کو خوش آمدید کہتے ہوئے دونوں ملکوں کے عوام کے لئے اسے ایک اچھا اور مثبت قدم تصور کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب میرے نقطے کا تعلق ایک نئے آئینی بحران سے ہے لیکن میں اپنا نقطہ اٹھانے سے پہلے چاہوں گا کہ حکومت کی جانب سے اس پر حتمی فیصلہ آ جائے تا کہ اس issue پر ہمارا فیصلہ ہو کہ ہم باقاعدہ بحث کریں گے تو پھر میں اس کے بعد اٹھاؤں گا۔

کرتا ہوں۔ یقیناً واجپائی صاحب کا یہ دورہ دونوں ملکوں کے عوام کے لئے ایک اچھے مستقبل کی طرف پہلا قدم ہے ۔ ہمیں جنگ کی بجائے امن کا راستہ' مذاکرات کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے جو کہ دونوں ملکوں کے عوام کے مفاد میں ہے' ان عوام کے جو کہ انتہائی غربت اور تکلیف دہ زندگی بسر کر رہے ہیں' تعلیم نہیں ہے' روزگار نہیں ہے' لوگوں کو بنیادی سہولتیں میسر نہیں ہیں اور ہمارے سارے پیسے فوجی بجٹ میں چلے جاتے ہیں' arms race جو شروع ہوئی ہے اس میں چلے جاتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں ملکوں کے عوام کے لئے ایک انتہائی خوش آئند قدم ہے ۔ اس سے arms race کم ہو گی 'فوجوں کا خرچہ کم ہوگا اور دونوں ملکوں کے عوام کی بھلائی ہو گی ۔جناب چیئرمین! یہاں میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واجپائی صاحب کا دورہ لاہور اور اس سے قبل سعودی عرب کے ولی عہد تشریف لائے تھے شہزادہ عبداللہ' تو اس طرح لگتا ہے کہ ہم اس federation کو' اسلام آباد کو' جو کہ ہمارا دارالخلافہ ہے' جہاں پر ہماری پارلیمنٹ ہے' Presidency ہے' Prime Minister's House ہے' آہستہ آہستہ ہم ان سب چیزوں کو لاہور کی طرف منتقل کرتے جا رہے ہیں۔ تو جناب چیئرمین! میری یہ گزارش ہو گی کہ اس طریقے سے federating units کے درمیان ' قوموں کے درمیان' صوبوں کے درمیان اور زیادہ شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ دوسرا ایسا دورہ ہے کہ جس میں اسلام آباد کو avoid کر کے ' bypass کر کے لاہور میں رکھا گیا۔ میری تیسری گزارش یہ ہے کہ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس دورے کے موقع پر جو مختلف وہاں پر functions ہوئے' ان میں پارلیمنٹ کے ممبران کو دعوت دی جاتی لیکن سینٹ سے میری معلومات کے مطابق بہت ہی کم لوگوں کو' شاید کسی کو بھی نہیں' سوائے دو چار لوگوں کو چھوڑ کر اور کسی کو بھی دعوت نہیں دی گئی۔ اس سے ہماری federation پر یا federation کے تصور پر منفی اثرات پڑ رہے ہیں۔ ہم federation کو جس طرف لیجا رہے ہیں' federating units کے درمیان اس سے بہت زیادہ شک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ میں آخر میں ایک دفعہ پھر واجپائی صاحب کے اس دورے پر ان کو خوش آمدید کہتے ہوئے دونوں ملکوں کے عوام کے لئے اسے ایک اچھا اور مثبت قدم تصور کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب میرے نقطے کا تعلق ایک نئے آئینی بحران سے ہے لیکن میں اپنا نقطہ اٹھانے سے پہلے چاہوں گا کہ حکومت کی جانب سے اس پر حتمی فیصلہ آ جائے تا کہ اس issue پر ہمارا فیصلہ ہو کہ ہم باقاعدہ بحث کریں گے تو پھر میں اس کے بعد اٹھاؤں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ شکریہ، جناب چیئرمین! جن معزز ارکان نے ہندوستان کے وزیر اعظم کے دورہ کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے وہ اپنی سیاسی جماعت----

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: Order in the House, order in the House.

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! بلاشبہ بھارت کے وزیر اعظم کا 20 تاریخ کو پاکستان آنا ایک غیر معمولی واقعہ ہے اور بالخصوص ان کا تعلق ایک ایسی جماعت سے ہے جو بھارت کے اندر extremism کی مظہر یا نمائندہ سمجھی جاتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ کیوں نہیں ہو سکا اور اب کیوں ایسا ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مذاکرات اس سے پہلے بھی ہوتے رہے، وزیر خارجہ کے level پر بھی اور وزیر اعظم کے level پر بھی یعنی Head of the State and Head of the Government کے level پر بھی۔ لیکن جو ماحول پاکستان اور بھارت کے درمیان اب بنا ہوا تھا وہ انتہائی کشیدگی کا ماحول تھا۔ اور جب بیرونی دنیا کو یہ کہا جاتا تھا کہ اگر مسئلہ کشمیر حل نہ ہوا تو ایک ایسی کیفیت پیدا ہو سکتی ہے جو کہ سارے جنوبی ایشیا کے خطے کے لئے خطرناک اور مہیب جنگ کی شکل اختیار کر سکتی ہے تو اسے کوئی دنیا میں سنجیدگی سے نہیں لیتا تھا۔ لیکن جب گزشتہ مئی کے مہینے میں بھارت نے ایٹمی دھماکے کئے اور پھر اس کے جواب میں پاکستان نے بھی ایٹمی دھماکے کئے تو باقی دنیا نے بھی اس بات کا احساس کیا کہ اگر اس trend کو نہ روکا گیا، جو بنیادی تنازعہ ہے اس کو حل کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو اس کے نتائج واقعی بہت ہی خطرناک ہو سکتے ہیں اور یہ علاقہ جہاں دنیا کا تقریباً ایک تہائی حصہ آباد ہے، جنگ کی لپیٹ میں آ سکتا ہے۔ اور اس کا مظہر UN کے Secretary General کا بیان ہے، اس کا مظہر نیلسن منڈیلا صاحب کا بیان ہے اور دیگر جس بھی بین الاقوامی شخصیت نے اظہار خیال کیا ان ایٹمی دھماکوں کے بعد، اس نے اس خدشے کو ایک حقیقی خدشہ قرار دے کر اس بنیادی مسئلے کے حل کے لئے پرامن ذرائع استعمال کرنے کے لئے ضرور کہا۔ اور آج سے چند سال پہلے تو کیفیت یہ تھی کہ کشمیر کا مسئلہ جو اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر تھا، یہ بھی سننے میں آیا تھا کہ اس کو اس ایجنڈے سے ہی ہٹا دیا جائے کیونکہ بہت طویل عرصے سے ایجنڈے کے اوپر آئے ہوئے مسائل اتنی زیادہ تعداد میں ہو گئے ہیں کہ ان کی pruning کرنی پڑے گی، ان کی priorities fix کرنی پڑیں گی لیکن ان مئی کے واقعات کی وجہ سے پھر اس میں کافی تیزی آئی

اور اس کی اہمیت کو سمجھا جانے لگا۔ گو کہ پاکستان کے اوپر economic pressure بھی آیا، اور دباؤ بھی آئے لیکن موجودہ حکومت نے ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھنے کے باوجود یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہماری جو سلامتی ہے، جو سلامتی کا مسئلہ ہے اسے مستقل طور پر حل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اپنی ایٹمی صلاحیت کا اظہار کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ کو جناب چیئرمین! اس بات کا بھی اندازہ ہے کہ بھارت میں جو seven sisters کہا جاتا ہے، سات ریاستیں ہیں شمال مشرقی بھارت کی، ان میں اگر کوئی علیحدگی کی تحریک چلتی تھی تو یہی کہا جاتا تھا کہ اس میں پاکستان کی intelligence agencies شامل ہیں اور پاکستان میں بھی جب تشدد اور دہشت گردی کے واقعات ہوتے ہیں تو پھر جو لوگ پکڑے جاتے ہیں یا جو اندازہ ہوتا ہے وہ اسی قسم کا ہوتا ہے کہ اس میں ہمارے پڑوسی ملک کا بھی ہاتھ ہے۔ اور یہ کیفیت بڑھتی جا رہی تھی اور جو لوگ پکڑے جاتے تھے وہ یہ جانتے تھے کہ ہماری ٹریننگ کہاں ہوتی ہے، ہمیں اسلحہ کون دیتا ہے، تو اس وجہ سے یہ صورت حال مزید سنگین ہوتی جا رہی تھی۔ لیکن یہ کسی ایسے دباؤ کی وجہ سے نہیں ہے جس کا اشارہ کیا گیا بلکہ اس خطے کی ضرورت کے تحت یہ میٹنگ منعقد ہوئی ہے۔ کوئی وقت ایسا تھا جب ہمارے ہی ملک کے سربراہ ہندوستان میں جایا کرتے تھے۔ لیکن اب یہ وقت آیا کہ جب ہم نے باہر سے اپنی سیکورٹی کے لئے equalizer ڈھونڈنے کی بجائے خود اپنی ہی صلاحیت پیدا کی تو پھر بھارت کے اندر بھی ماحول بدلا۔ انہیں بھی اس کی سنجیدگی کا احساس ہوا۔ اور جب ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے ہمارے وزیراعظم صاحب نے یہ کہا کہ اگر ہندوستان کے وزیراعظم آتے ہیں تو ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے تو اس بات کو انہوں نے بھی اسی انداز میں لیا اور وہ یہاں آئے۔ لیکن جب انہوں نے اپنا پروگرام دیا تو پھر یہاں مختلف حلقوں میں، اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ اخبارات میں بھی، مختلف مقامات پر لوگوں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا کہ آیا اس سے کوئی نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔ آیا جو بھارت کے اوپر دباؤ ہے کہ کشمیر کے مسئلے کو پرامن طریقے سے حل کرے اور اگر حل کرنا ہو تو پہلے اسے یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ یہ متنازعہ علاقہ ہے اور یہ متنازعہ مسئلہ ہے، کیونکہ اس سے پہلے تو وہ یہ تسلیم کرنے سے بھی انکار کرتا تھا اور اس کی مسلسل یہی رٹ تھی کہ وہ بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ یہ تو مسئلہ ہی کوئی نہیں ہے۔ لیکن یہ بھی خیال کیا گیا کہ شاید جو بین الاقوامی طور پر دباؤ ہے اسے ہٹانے کے لئے بھارت نے ایسا راستہ اختیار کیا ہے کہ شاید اس سے اس کے اوپر سے دباؤ ہٹ جائے۔ یہ ساری باتیں discuss ہوتی رہیں حکومت کے اندر بھی اور حکومت کے باہر بھی۔ لیکن کہا یہی گیا، فیصلہ یہی ہوا کہ مذاکرات سے وہ لوگ بھاگتے ہیں جن کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی، جن

کا موقف درست نہیں ہوتا، جو یہ سمجھتے ہیں کہ مذاکرات کے لئے ہم کیا پیش کریں۔ اس لئے مذاکرات کا خیر مقدم پاکستان نے ہمیشہ کیا ہے اور آج جو شملہ agreement کی بات ہوئی ہے ، بعض لوگوں کو یہ بھی اعتراض ہوا کہ اعلان لاہور یعنی Lahore declaration میں بھی شملہ agreement کا دوبارہ تذکرہ کیا گیا ہے ۔ میری اپنی ذاتی رائے یہ ہے کہ شملہ agreement قطعی طور پر کشمیر کے مسئلے کے لیے اقوام متحدہ میں پاس ہونے والی resolution سے متصادم نہیں ہے۔ یہ بات ہمیشہ ہندوستان نے کہی ہے ۔ یہ موقف بھارت کا ہے کہ شملہ معاہدے کے بعد پاکستان اس کو bilateral مسئلہ سمجھ کر بات کر سکتا ہے ، یہ انٹرنیشنل مسئلہ نہیں رہا، لیکن شملہ معاہدے کے بعد مذاکرات تو ہوئے ، یہاں بھی وہ مسئلہ اٹھایا گیا، باہمی ملاقاتوں میں بھی ، مذاکرات میں بھی اور ہر سال جنرل اسمبلی یا سکیورٹی کونسل میں جب بھی کوئی مسئلہ در پیش ہوا تو کشمیر کا مسئلہ وہاں بھی اٹھایا گیا۔ اور کبھی UNO کے اندر اس بات کو تسلیم نہیں کیا گیا کہ شملہ agreement کے بعد ، انٹرنیشنل لیول کے اوپر یہ مسئلہ اب دوبارہ نہیں اٹھایا جا سکتا ۔ اس کو کسی نے تسلیم نہیں کیا۔

جناب والا! پھر جو UNO کا چارٹر ہے اس کے اندر بھی یہ تحریر ہے کہ اگر کوئی دو یا دو سے زیادہ ممالک آپس میں معاہدہ کریں تو وہ معاہدہ اقوام متحدہ کے سیکرٹریٹ میں جمع کروانا ہوتا ہے ۔ ایک قسم کا ایک safety valve وہاں رکھا گیا ہے کہ دو ممالک کے درمیان کوئی معاہدہ اقوام متحدہ کے چارٹر اور اس کے فیصلوں کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ لہذا جو resolutions کشمیر کے بارے میں سکیورٹی کونسل نے پاس کی ہوئی ہیں، وہ ایک نہیں، وہ 1957 تک 13 ریزولیوشنز ہیں اور ہر ریزولیوشن میں یہی اعادہ کیا گیا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ ، کشمیریوں کی رائے اور آزادانہ مرضی کے مطابق حل کریں گے۔ 1957 تک سکیورٹی کونسل میں یہ قراردادیں ایک کے بعد ایک آتی رہی ہیں۔

شملہ معاہدہ میں اول تو کوئی بات اقوام متحدہ کی resolutions کے خلاف نہیں ہے، اس میں یہی ہے کہ دونوں ممالک پر امن طریقے سے تمام مسائل بشمول کشمیر حل کریں گے ، اس لئے اس کو وہ معنی جو ہندوستان پہناتا ہے ، ہمیں نہیں پہنانے چاہییں۔ یہ مسئلہ اب بھی UNO کے پاس موجود ہے اور ایک بین الاقوامی تنازع ہے جسے پوری دنیا تسلیم کرتی ہے ، اقوام متحدہ تسلیم کرتا ہے اور 20 تاریخ کو یہاں آ کر خود ہندوستان کے وزیر اعظم نے بھی تسلیم کیا ہے ، اور ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کیا ہے ، ایک بار پھر اس بات کو دہرایا ہے کہ یہ وہ متنازعہ مسئلہ ہے جسے حل کرنا ضروری ہے ، اس کے بعد اب دوبارہ اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ پھر کبھی ہندوستان یہ کہہ سکے کہ یہ settle ہوا ہوا ہے یہ ہندوستان کا اٹوٹ

الگ ہے' یہ نہیں کہا گیا' نہ شملہ معاہدے میں یہ کہا گیا' نہ کل کے یعنی 20 تاریخ کے اعلان میں یہ کہا گیا کہ یہ اٹوٹ انگ ہے ' یہ نہیں کہا گیا ۔ جو شملہ معاہدے کی language تھی کہ irrespective of the stand of both the sides, یہ بھی نہیں کہا گیا ' یہ لفظ بھی نہیں ہیں' اس میں بھی دونوں چیزوں کو recognize کیا گیا تھا ۔ پاکستان کے stand کو اس میں بھی negate نہیں کیا گیا تھا حالانکہ بہت مشکل حالات تھے لیکن اب بھی واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ یہ ایک متنازعہ مسئلہ ہے ' وہ علاقہ متنازعہ ہے اور اس کا فیصلہ ہونا ہے ' خواہش دونوں ممالک کی یہی ہے کہ یہ امن طریقے سے حل ہو اور اس اعلان میں بھی UN Charter کا پہلے آرٹیکل میں ذکر کیا گیا ہے۔UN کا چارٹر پڑھیں تو اس کی اولین بنیاد یہی ہے right of self determination. سارے جمہوری اداروں' ہیومن رائٹس کمیشن جو اقوام متحدہ کا ہے اور جتنے بھی ادارے ہیں ان کے بنیادی فرائض میں یہی ہے کہ بنیادی انسانی حق جو ووٹ کا ہے اسے محفوظ ہونا چاہیئے اور اگر ساری دنیا کے ووٹ کا حق محفوظ ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کشمیریوں کو من حیث القوم اس حق سے محروم کر دیا جائے ' یہ ممکن نہیں ہے۔ لہذا یہ معاملہ خوش آئند ہے کہ ایک طویل عرصے کے بعد بھارت نے اس کو تسلیم کیا ہے اور آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ بھارت کے وزیر اعظم مینار پاکستان بھی گئے۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی عجیب چیز ہے ' عجیب ٹاور ہے یا دنیا کی بلند ترین عمارات میں سے ایک ہے جسے دیکھنے کے لئے وہ گئے تھے۔ ایسا نہیں تھا وہ ایک symbolic gesture تھا اور انہوں نے اپنی تقریر میں بھی یہ کہا جسے appreciate کرنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر وہاں جائیں گے تو یہ تصور کیا جائے گا کہ آپ پاکستان کے وجود کو دل سے تسلیم کرتے ہیں ' اس پر آپ مہر لگاتے ہیں تو انہوں نے یہ کہا کہ میں کون ہوتا ہوں پاکستان کی sovereignty پر مہر لگانے والا ' وہ مہر تو خود پاکستان کے چودہ کروڑ لوگوں کے پاس ہے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک خوش آئند تبدیلی ہے۔ ورنہ اکثر وہاں سے کچھ عجیب باتیں آیا کرتی تھیں۔ اس لئے یہ دو معاملات ایسے ہیں جن کی وجہ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس دورے کی ابتداء اور شروعات اچھی بنیادوں پر ہوئی ہیں لیکن آئندہ کیا ہوگا ' یہ معاملات کیسے آگے بڑھیں گے ' اس کا دارو مدار عملی طور پر اقدامات سے ہے۔ اگر بھارت کشمیر کے اندر وہی ظلم وستم روا رکھتا ہے ' مکان جلائے جاتے ہیں' عورتوں کی بے حرمتی ہوتی ہے ' بچوں کو قتل کیا جاتا ہے ' نوجوانوں کو جیلوں میں ڈال کر ان کی ٹانگیں بازو توڑ دیئے جاتے ہیں اور پھر قتل کر کے ان کو گلیوں میں پھینک دیا جاتا ہے تو پھر یقیناً پاکستان کے لوگ اس دکھ کا اظہار کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ ہم کشمیریوں کے ساتھ کندھا ملا کر کھڑے رہیں گے اور اس وقت تک کھڑے رہیں گے جب تک کہ یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا کشمیریوں کی مرضی کے

مطابق۔ اس لئے بھارت کے اوپر ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس ودرے کے بعد وہ عملی طور پر کونسے اقدامات کرتا ہے جن کی وجہ سے یہ ماحول بہتری کی طرف جائے۔ لیکن اگر وہ ایسا نہیں کر پاتا۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کے لوگ بھی اب اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ پاکستان کے ساتھ اچھے ہمسایوں جیسے تعلقات رکھنے چاہئیں لیکن جیسے دیگر تمام حضرات نے کہا کہ اس کے لئے بنیاد ایک ہی ہے کہ مسئلہ کشمیر کا منصفانہ اور کشمیریوں کی مرضی کے مطابق حل ہو ۔ اس کے بغیر یہ گاڑی بدقسمتی سے آگے نہیں چل سکتی لیکن ہمیں توقع ہے کہ اس realisation کے بعد اور جو کچھ انہوں نے پاکستان میں کھڑے ہو کر کہا ہے اس کے بعد ہمیں یہ توقع کرنی چاہیئے کہ حالات اسی کی طرف بڑھیں گے جس کی طرف پاکستان اور بھارت کے نہیں بلکہ اس خطے کے دیگر ممالک کے عوام کی رائے اور خواہش بھی ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب اعتزاز احسن : میں راجہ صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اچھی باتیں کی ہیں اور مدعا بیان کیا ہے جو سب کا ہے لیکن چونکہ یہاں کچھ ایسی گزارش تھی کہ واجپائی صاحب کی یہاں آمد اور ان کے ساتھ ملاقاتیں اور ان کے ساتھ معاہدے اور جو انڈرسٹینڈنگ ہوئی ہے اس کے متعلق اگر اس ہاؤس میں بحث ہو جاتی اور وزیر خارجہ آکر ایک دفعہ ان معاہدات کے بارے میں بھی فرماتے کیونکہ واجپائی صاحب نے دہلی جاکر یہ فرمایا ہے کہ جو بھی انڈر سٹینڈنگ ہوئی ہے وہ in due course of time میں unfold ہوتی رہے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے کہ وہ بھی اس ہاؤس کو ، پارلیمنٹ کو ، دونوں ایوانوں کو ، اعتماد میں لیں۔ ہم صرف اس ایوان کی بات کرتے ہیں کہ اسے اعتماد میں لیا جائے۔

میں راجہ صاحب کا ذاتی طور پر ممنون ہوں، جیسا اجمل خٹک صاحب نے فرمایا، راجہ صاحب نے بھی فرمایا اور ان سے ہمیں ہمیشہ توقع رہی ہے، میں ان کو داد دینے پر کبھی گریزاں نہیں ہوا، راجہ صاحب نے بہت اچھی باتیں کیں، unity کی باتیں، اتفاق کی باتیں، امن کی باتیں اور ساتھ ہی الحمد للہ ایک معاہدہ بھی سامنے آیا جس پر ہمیں آج تک بڑے "چھانٹے" پڑتے رہے ہیں اور یہاں تک کہ ہماری حب الوطنی کو مکمل طور پر سوالیہ نشان بنائے رکھا گیا کہ جی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شملہ معاہدہ کر کے شاید پاکستان اور کشمیر کے مفادات کو کسی حد تک کمزور کیا۔ حقیقت ایسے نہیں تھی، ہم کہتے رہتے تھے، لیکن ہمارے مخالف لکھنے والوں نے، پریس والوں نے بھی اتنے آرٹیکل لکھے، میں تو ان کو منگوا رہا تھا آج کہ اتنے آرٹیکل، اتنے مضامین، اتنے بیانات آتے رہے ہیں کہ جی شملہ معاہدہ جیسے کوئی کفر کا کلمہ تھا۔ الحمد للہ آج راجہ صاحب نے فرما دیا، ان کی یہ اعلیٰ ظرفی ہے، میں ہر مرتبہ ، ہر تقریر میں، ان کے ظرف کی داد دیتا رہتا ہوں اور آپ بھی گواہ ہیں، اس ایوان کا ریکارڈ جو تاریخ کا ریکارڈ ہے وہ بھی گواہ ہے اور آج میں بالخصوص کہنا چاہتا ہوں کہ یہ انہوں نے

بڑا اچھا کیا کہ انہوں نے یہ صاف فرما دیا اور یہ کہ اعلان لاہور میں بھی شملہ معاہدے کا ہی ایک لحاظ سے اعادہ کیا گیا ہے اور تکرار کی گئی ہے ۔ اب بہت سے وہ دوست ' وہ ساتھی جو حکومت کے بنچوں پر بیٹھے ہیں ' انشاء اللہ اس دلیل کی تکرار نہیں کریں گے ' اس استدلال کو نہیں دہرائیں گے ' اس بات کو اور اس الزام کو ہماری طرف عائد نہیں کریں گے جس کو آج جناب قائد ایوان نے اللہ کے فضل سے ختم کردیا۔

جہاں تک واجپائی صاحب کا آنا ہے ' اس کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ ہم نے پہلے کہا تھا کہ اچھی بات ہے۔ ہم مذاکرات پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسائل جنگ سے نہیں ' ہتھیاروں سے نہیں ' مذاکرات سے طے ہونے چاہئیں۔ ہماری طرف بھی بڑے جذباتی لوگ تھے۔ وہ کہتے تھے آپ بھی نکلیں ' سارے لاہور شہر کو جام کر دیں۔ بلائیں اپنے لوگ۔ جلسہ اسی وقت رکھ لیں مینار پاکستان پر جب فورٹ میں کھانا ہو رہا ہو۔ ہم نے کہا بھئی ہم اپنے بچوں کو امن کا ورثہ دے کر جانا چاہتے ہیں ' دوستی کا ورثہ دے کر جانا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ جب راجیو گاندھی آئے تھے ' اس وقت آپ کے بارے میں اتنا پروپیگنڈا انہوں نے کیا ' ایسی ایسی بات بنا دی گئی اور وہ فلمیں آج بھی دکھا رہے ہیں۔ ہم نے پھر بھی کہا کہ جس کو ہم قومی مفاد سمجھتے ہیں ' ہم اس کے مطابق عمل کریں گے ' پارٹی کے مفاد اور اس میں وقتی طور پر حکومت کی مخالفت کے مفاد سے بالکل ہٹ کر ' ہمیں کہا گیا کہ جو لوگ سڑکوں پر نکلے ہیں اگر ان کی طاقت پر آپ کی طاقت شمار ہوجائے ' سارے پنجاب سے آپ بسیں بلالیں ' سارا لاہور کیا سارا پنجاب جام ہوسکتا ہے ' تھوڑی سی پولیس ہے کہاں کہاں جھگڑے نمٹائے گی۔ ہم نے کہا نہیں ' ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ برصغیر میں امن ہونا چاہئے تب ہی ہمارے بچوں کا مستقبل کسی صورت بنے گا۔ ہمارے تحفظات ہیں اور اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ بحث ہو۔ بحث کیوں ہو ' یہ معاملہ ہوگیا ' ہم نے اس قسم کی اپوزیشن کا کردار ادا نہیں کیا جو پہلے کی دس oppositions نے کیا تھا۔ ہم بالکل ان مذاکرات میں کسی طرح مخل نہیں ہونا چاہتے تھے ' ہم نہیں چاہتے تھے کہ ان میں کوئی رکاوٹ ہو۔ اب مذاکرات ہوچکے ' اب بات چیت ہوچکی ' اب معاہدے ہوچکے ' اب understanding ہوچکی ' اب ضرورت ہے کہ پارلیمان کو اسی خوش اسلوبی کے ساتھ ' اسی محبت ' پیار اور نرم گفتگو کے ساتھ جس میں راجہ صاحب نے ابھی بیان کیا ہے ' اعتماد میں لیا جائے ' اس پر ایک بحث ہو ' میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی شخص اس طرف سے ' کوئی فاضل ممبر اس طرف سے کسی کینے سے بات نہیں کرے گا۔ کیونکہ تقریباً سب اس بات پر متفق ہیں کہ بات چیت ہی سے معاملہ طے ہو سکتا ہے ' اگر واجپائی صاحب آئے ہیں تو وہ بھی اچھی بات ہے کہ آئے ہیں۔ شعر کی زبان میں راجہ صاحب کے لئے عرض کرتا ہوں۔

لائے اس بت کو التجا کر کے
کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

ہم اس کے as such مخالف نہیں تھے لیکن اب ہوا کیا' بے شک آپ close door session کریں لیکن ہمیں یہ ضرور بتائیں کہ کیا کچھ طے ہوا ہے' اس کا پروگرام کیا ہے' اس کا شیڈول کیا ہے' اس میں کیا کچھ اقدامات مزید لینے ہیں' کیا core issue ہے کس حد تک آگے بڑھی ہے بات اور باقی جو پاکستان کے مطابق proliferation issue ہے اس پر کس حد تک بات بڑھی ہے۔ یہاں ہمارے ممبران اس پر اظہار خیال کرنا چاہ رہے ہیں۔ شاید حکومت کو اس کا کوئی فائدہ ہی ہو۔ مگر یہ ضروری ہے۔ یہ معاملہ ہاؤس کی نہیں قوم کی پراپرٹی ہے۔ یہ ایشو قوم کی پراپرٹی ہے۔ وہ باتیں' پھر وہی دہلا دینے والی باتیں' ہر اخبار میں آ رہی ہیں۔ وسوسے اور اندیشے جن کا ہم بھی اظہار نہیں کر رہے' اخبارات کے اداریے اظہار کر رہے ہیں۔ اخبارات کے اداریے یہ کہہ رہے ہیں کہ بات چیت کچھ نہیں ہوئی' نشستند' گفتند برخاستند تک ہی بات رہی آپ پر ایک بار ہے' آپ پر ایک بوجھ ہے' آپ پر ایک ذمہ داری ہے کہ آپ قوم کو اعتماد میں لیں۔ قوم کو اعتماد میں لینے میں اگر کوئی بات رکاوٹ ہے' کوئی مشکل ہے تو پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینے میں کوئی مشکل نہیں ہے' کوئی امر مانع نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پوری ڈیبٹ کے لئے وزیر خارجہ صاحب تشریف لائیں اور سارے پارٹی لیڈر اس پر متفق ہیں کہ وہ آ کر یہاں ایک statement دیں اور statement اس رول کے تحت نہیں کہ جس کے بعد ڈیبٹ نہیں ہوتی۔ وہ اس پر ڈیبٹ کا آغاز کریں' ڈیبٹ پر وہ پہلے بولیں یا بے شک وزیراعظم صاحب آ کر بولیں' ہم ان کا خیرمقدم کریں گے' اس معاملے میں ان کی بہت عزت کریں گے اگر وہ اس ہاؤس کو یہ اعزاز بخشیں گے' تو وہ آ کر اس پر بحث کا آغاز کریں' وزیر خارجہ صاحب آغاز کریں' قائد ایوان اس کو چاہے wind up کریں یا جس طرح بھی وہ چاہیں یا وزیراعظم صاحب خود تشریف لا کر کریں۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے جو انہوں نے قدم اٹھایا ہے ہم اس کو چھوٹا اقدام نہیں سمجھتے' اس کو اہم اقدام سمجھتے ہیں لیکن اگر یہ اس کو اپنی بغلوں میں دبا کر رکھیں گے' یہ اس کو اپنی بانہوں میں چھپا کر رکھیں گے' اپنے ہی سینے کے ساتھ لگا کر رکھیں گے تو جس طرح اخبارات لکھ رہے ہیں' بے وجہ اندیشے' خدشے' وسوسے' مایوسیاں پھیلیں گی کہ شاید بڑے بڑے لیول پر بھی contact ہوتا ہے مگر کوئی پیش رفت نہیں ہوسکتی۔ کچھ ایسے معاملات کی گرفت میں یہ برصغیر آچکا ہے تو پھر وہ لوگ جو اس سارے معاملے' اس سارے ملاپ اور بات چیت کے خلاف احتجاج کر رہے تھے' ان کی بات میں زیادہ وزن آتا جائے گا۔ میں راجہ صاحب سے گزارش کروں گا' راجہ صاحب نے بہت پیاری اور اچھی باتیں کیں لیکن یہ بات رہ

گئی، تشنہ رہ گئی کہ جو گزارش اس طرف سے کی گئی ہے؛ جس کا سب دوستوں نے اعادہ کیا ہے، خدائے نور صاحب نے بھی، شاہ صاحب نے بھی، خٹک صاحب نے بھی، ربانی صاحب نے بھی، باقی میرے ساتھیوں نے بھی، اس پر بھی آپ چیئر فرمائیں کہ ڈیبٹ کیلیے گورنمنٹ کوئی دن فکس کرے، جس روز اس معاملے، خاص طور پر وزیراعظم ہند کی آمد پر ایک بحث ہو سکے۔ شکریہ۔

راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! گو کہ حکومت پاکستان نے جو مذاکرات کئے ہیں وہ صحیح طور پر موثر نہیں ہو سکتے جب تک کہ پوری قوم کو اعتماد میں نہ لیا جائے اور پارلیمنٹ کو بالخصوص دونوں ایوانوں کو اعتماد میں نہ لیا جائے۔ لہذا اس سلسلے میں میں وزیر خارجہ سے بات کر کے پھر قائد حزب اختلاف سے بات کروں گا اور پھر ہم کوئی وقت مقرر کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے اب کافی ہو گیا ہے۔ اب formal business پر آئیں۔

سید اقبال حیدر: جناب میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اسے کل کے لئے ملتوی کر دیں کیونکہ میں ایک آئینی-----

سید عاقل شاہ: جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی فرمائیے۔

سید عاقل شاہ: شکریہ جناب۔ جناب چونکہ اجمل خٹک صاحب بول چکے ہیں۔ اس کے بعد میں اس سلسلے میں بولنا مناسب نہیں سمجھتا مگر ایک بات صرف ریکارڈ کے لئے کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں treasury benches کو اور باقی عوام کو بھی آپ کی وساطت سے یہ message پہنچانا چاہتا ہوں کہ یہ اپوزیشن مخالفت برائے مخالفت نہیں کرتی اور جب بھی حکومت کوئی اچھا کام کرے گی اسے ہم appreciate کریں گے۔ جس طریقے سے آج آپ نے دیکھا کہ ماشاء اللہ یہاں سارے وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں، مسکراہٹیں ان کے چہروں پر دکھائی دے رہی ہیں، میں دعا کروں گا کہ آئندہ بھی ان کو یہ توفیق ہو کہ یہ اچھے کام کریں۔ ہم ہمیشہ ان کے ہر اچھے کام کو appreciate کریں گے۔ میں صرف اتنی بات کہنا چاہتا تھا۔

Mr. Deputy Chairman: Item No.3, Qazi Muhammad Anwar.

MOTION UNDER RULE 171(1)

Qazi Muhammad Anwar: I move under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan on the question of breach of privilege arising out of the alleged misbehaviour of the Registrar of the Pakistan Engineering Council with the mover, be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved by Qazi Muhammad Anwar that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan on the question of breach of privilege arising out of the alleged misbehaviour of the Registrar of the Pakistan Engineering Council with the mover, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: Now item No.4, Qazi Muhammad Anwar.

REPORT RE: PRIVILEGE MOTION MOVED BY SENATOR MOHAMMAD ZAHID KHAN.

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, I present report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan on the question of breach of privilege arising out

of the alleged misbehaviour of the Registrar of the Pakistan Engineering Council with the mover.

Mr. Deputy Chairman: The report stands presented. Next item No.5, Qazi Muhammad Anwar.

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Qazi Muhammad Anwar: I move under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan on the question of breach of privilege arising out of alleged misreporting in the press casting reflection on the conduct of mover, be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved by Qazi Muhammad Anwar that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the delay in the prescntation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan on the question of breach of privilege arising out of alleged misreporting in the press casting reflection on the conduct of mover, be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Deputy Chairman: Item No.6, Qazi Muhammad Anwar.

REPORT RE: PRIVILEGE MOTION MOVED BY SENATOR MOHAMMAD ZAHID KHAN.

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, I present report of the

Committee on Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved by Senator Muhammad Zahid Khan on the question of breach of privilege arising out of alleged misreporting in the press casting reflection on the conduct of mover.

Mr. Deputy Chairman: The report stands presented.

Mr. Deputy Chairman: Next item No.7.

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, I move under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved By Senator Hafiz Fazal Muhammad on the question of breach of privilege arising out of a notice served on the mover by Mr. Hussain Ahmed, XEN WAPDA Karak, through Mr. Abdul Rashid, Advocate High Court, Peshawar, alleging that the mover had defamed the said X.En WAPDA by asking some questions in the Senate, be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of the Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved by Senator Hafiz Fazal Muhammad on the question of breach of privilege arising out of a notice served on the mover by Mr. Hussain Ahemd, XEN WAPDA Karak, through Mr. Abdul Rashid, Advocate High Court, Peshawar, alleging that the mover had defamed the said XEN WAPDA by asking some questions in the Senate, be condoned till

today.

(The mottion was carried)

REPORT Re: PRIVILEGE MOTION MOVED BY SENATOR HAFIZ FAZAL MOHAMMAD.

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, I present the report of the Committee on the Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved by Senator Hafiz Fazal Muhammad on the question of the breach of privilege arising out of a notice served on the mover by Mr. Hussain Ahmed, XEN WAPDA Karak, through Mr. Abdul Rashid, Advocate High Court, Peshawar, alleging that the mover had defamed the said XEN WAPDA by asking some questions in the Senate.

(The report stands presented)

MOTION UNDER RULE 171 (1)

Mr. Deputy Chairman: Next item.

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, I move under sub-rule (1) of the Rule 171 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the delay in the presentation of the report of the Comittee on the Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved by Senator Moulvi Sayed Ameer Khan on the question of the breach of privilege arising out of the alleged wrong information furnished by the Political Administration to the Senate, regarding his abduction, be condoned till today.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved under sub-Rule (1) of the rule 171 of Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the delay in the presentation of report of the Comittee on the Rules of Procedure and Privileges on Privilege Motion moved by Senator Moulvi Sayed Ameer Khan on the question of the breach of privilege arising out of the alleged wrong information furnished by the Political Administration to the Senate, regarding his abduction, to be condoned till today.

(The motion was carried)

REPORT RE: PRIVILEGE MOTION MOVED BY SENATOR MOULVI SAYED MOHAMMAD AMEER KHAN.

Qazi Muhammad Anwar: Mr. Chairman, I present the report of the Committee on the Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Moulvi Sayed Muhammad Ameer Khan on the question of the breach of privilege arising out of the alleged wrong information furnished by the Political Administration to the Senate, regarding his abduction.

(The report stands presented)

Mr. Chairman: Thank you. Now, the House is adjourned to meet again on Thursday, 25th February, at 4:00 p.m. in the evening.

[Then the House was adjourned to meet again on Thursday, 25th February at 4:00 of the clock in the evening.]